بسم اللہ الرحمان الرحیم

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! اسلام/احمدیہ ویب سائٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔اللہ تعالیٰ کرے ایسا ہی ہو۔مورخہ ۳۔جولائی ۲۰۰۷ء کو آپکا ایک خط بعنوان ''need suggestions'' خاکسار کو موصول ہوا تھا۔میں نے بعض مصروفیات کی وجہ سے آپکو ایک مختصر جوابی خط لکھا تھا اور ساتھ ہی آپ سے ایک مفصل خط لکھنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔آج اسی وعدہ کے مطابق چند معروضات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

آنجناب نے میری ویب سائٹ ''Alghulam.com'' کے مضامین کو بغور وفکر پڑھ کر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔میں اس کیلئے آپکا ممنون ہوں۔خاکسار بھی وقتاً فوقتاً حسبِ فرصت آپکی ویب سائٹ ''Geocities.com/Islam.Ahmadiyya'' کے مضامین پڑھتا رہتا ہے۔آپکے مضامین ماءشاءاللہ بہت عمدہ اور سچائی سے بھرے ہوئے ہیں۔یہ وقت کا بھی تقاضا ہے اور اسلام یعنی احمدیت کو بھی ایسے مضامین کی اشدّ ضرورت ہے۔رہی بات میری تجاویز کی تو اِس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ نے اپنے خوبصورت مضامین کو جس اَحسن رنگ میں آن ایئر کیا ہے تو بھلا اب میں آپکو کیا تجاویز دے سکتا ہوں۔میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپکے قلم میں مزید زور اور برکت بخشے تا آپ جھوٹ اور فریب کی بخوبی بیخ کنی کر سکیں آمین۔مجھے امید ہے کہ احباب جماعت بھی آپکی ویب سائٹ سے استفادہ کر رہے ہونگے۔عرصہ دراز سے کچھ لوگوں نے افرادِ جماعت کو ان کی بانئے جماعت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے بے پناہ عقیدت اور اخلاص کی بدولت دید،شنید اور قوت گویائی سے یکسر محروم کر کے بلکہ ''سربہر'' کر کے انہیں لکیروں کا فقیر بنا دیا ہے۔وہ بیچارے آج تک ''خلافت کی برکات''،''یوم مصلح موعود'' اور ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کے فریبوں اور گھُپ اندھیروں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔اِن مظلوموں کو پتہ ہی نہیں کہ مذہب کے نام پر کچھ لوگوں نے اُن کیساتھ کیا دغا کیا ہے۔؟ یہ دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی محبت وعقیدت کا ٹیکس تھا جو آج تک اُن سے جبراً وصول کیا گیا ہے۔وہ بیچارے آج تک حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی محبت اور عقیدت میں اِسی اُمید پر لُٹے جا رہے ہیں کہ ؎ ظُلم کی رات ہوئی ہے تو سحر بھی ہوگی

محترم ایڈمنسٹریٹر صاحب!۔خاکسار اپنی خداداد فہم وفراست کی روشنی میں چند باتیں آپکے آگے رکھنا چاہتا ہے۔امید ہے آپ اِن پر ضرور غور وفکر فرمائیں گے۔

اُمتِ محمدیہ میں مجددین کا سلسلہ۔

جیسا کہ ہم سبھی جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر اپنی اُمت کو یہ نوید بخشی تھی کہ ''اِنَّ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلیٰ رَأسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔''(سنن ابوداؤد جلد ۲ کتاب الملاحم) یعنی اللہ عزّ وجل ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔مجددین کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق جاری ہے جو اُس نے سورۃ الحجر آیت:۱۰ ''اِنَّا نَحنُ نَزّلنا الذِّکرَ وَاِنَّالَہ لَحَا فِظُون یعنی اس ذکر (قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اِسکی حفاظت کریں گے'' میں فرمایا ہے۔چونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی اور ہر صدی کے سر پر یہ پیشگوئی پوری ہو کر اس حدیث کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی رہی ہے لہذا مجددین کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری ہے اور اس میں تخلّف ہرگز ممکن نہیں۔اِن مجددین کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے دو مجددوں کو بطورِ خاص موعود کا لقب بخشا ہے اور وہ ہیں مہدی اور مسیح۔جیسا کہ آنحضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۱)☆عن جعفرؓ عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ ابشروا ابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری اخرہ خیرام اولہ او کحدیقۃ اطعم منھا فوج عامًا ثم اطعم فوج عامًا لعل اخرھا فوجًا ان یکون اعرضھا عرضًا و اعمقھا عمقًا و احسنھا حسنًا کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اخرھا ولکن بین ذالک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منھم۔رواہ رزین۔☆(مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔وہ امت کیسے ہلاک ہو جسکے اول میں،میں ہوں،مہدی اسکے وسط میں اور مسیح اسکے آخر میں ہے۔لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۲)☆عَنِ ابنِ عَبَّاس رَضیَ اللّٰہ عَنْہُ مَرْفُوْ عًا قَالَ لَنْ تَھْلُکَ اُمَّۃٌ'' اَنَا فِیْ اَوَّ لِھَا وَ عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِھَا وَ الْمِھْدِیُ وَ

سَطِهَا۔ ☆ (کنز العمال ۲/۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

یہ حدیث حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں موجود تھی لیکن آجکل کے ایڈیشنوں میں یہ حدیث حذف کر دی گئی ہے۔ بظاہر اس حدیث کو حذف کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے کرتا دھرتا اور خدا کے بنائے ہوئے خلفاء نے سوچا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے مہدی کے بعد جس مسیح کی خبر دی ہے اگر وہ آ گیا تو پھر ہم کدھر جائیں گے۔ یہ لوگ کسی نئے آنیوالے کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو مانا ہوا ہے۔ بہر حال اس حدیث کا حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں شامل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ مزید برآں آنحضرت ﷺ کے اس بیان فرمودہ مسیح موعود کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی آنحضور ﷺ کے کلام کی تصدیق فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جاوے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ تبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنافی الشیخ کی حالت اختیار کر کے ہمارا ہی روپ لے لیں اور خدا تعالیٰ کا فضل انہیں وہ مرتبہ ظلی طور پر بخش دیوے جو ہمیں بخشا۔ تو اس صورت میں بلا شبہ ان کا ساختہ پرداختہ ہمارا ساختہ پرداختہ ہے کیونکہ جو ہماری راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہوکر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں شامل ہے۔ اس لیے وہ جُزو اور شاخ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی پیشگوئی میں بھی شریک ہے۔ کیونکہ وہ کوئی جدا شخص نہیں۔ پس اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے مگر اس ایک میں ہوکر سب موعود ہی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی مقصد موعود کی روحانی یگانگت کی راہ سے متمم و مکمل ہیں اور انکو انکے پھلوں سے شناخت کروگے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحات ۳۱۶ تا ۳۱۷)

(۲) ''اب یہ سوال بھی قابل حل ہے کہ مسیح ابن مریم تو دجال کیلئے آئے گا۔ آپ اگر مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوکر آئے ہیں تو آپکے مقابل پر دجال کون ہے؟ اس سوال کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور مسیح ابن مریم بھی آوے اور بعض احادیث کی رو سے وہ موعود بھی ہو۔ اور کوئی ایسا دجال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۲)

(۳) ''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور انکو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحات ۱۷۹ تا ۱۸۰)

(۴) ''اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! ۔ اب یہ حقیقت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے کہ سلسلہ محمدیہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد جو مجددین یا مصلحین کا سلسلہ شروع ہوا ہے اِن میں سے دو کا آپ ﷺ نے نہ صرف بطور خاص ذکر فرما کر انہیں موعود قرار دیا بلکہ اُن کے روحانی نام بھی بیان فرما دیئے ہیں یعنی ایک مہدی اور دوسرا مسیح۔ آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جب ایک صدی قبل حضرت مرزا غلام احمدؑ بطور مہدی مبعوث ہوئے تو آپؑ نے بھی اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اپنے بعد ایک مسیح کی خبر دی ہے اور اُسے مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل فرمایا ہے جیسا کہ آپ کے متذکرہ بالا فرمودات سے ظاہر ہے۔ یہ وہی مسیح موعود ہے جسکا آنحضرت ﷺ نے مہدی کے بعد آخری زمانے میں نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ مہدی معہود ہونے کے علاوہ مسیح موعود بھی تھے جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا اور اس کا ثبوت میری کتاب میں موجود ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اُمتِ محمدیہ میں کتنے مسیح موعود ہیں؟ تو جواباً عرض کرتا ہوں کہ اولاً۔ آنحضرت ﷺ کے فرموداتِ صحیحہ و مرفوعہ جو کہ بطورِ خاص بخاری و مسلم میں موجود ہیں سے اُمت محمدیہ میں ایک سے زیادہ مسیحائی نفوس کا نزول ثابت ہے اور ثانیاً۔ یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اس کا اپنی کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' میں مفصل ذکر فرمایا ہے کہ

جب ایک نبی یا رسول کی وفات کے بعد اُسکی جماعت یا اُمت اُسکی تعلیم کو بگاڑ کر اور کمی بیشی کر کے غلط عقائد اُس نبی کی طرف منسوب کر دیتی ہے تو پھر اس وفات یافتہ نبی یا رسول کے دل میں اِن بے جا اور عقائدِ باطلہ کو دور کرنے کیلئے ایک تڑپ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تب اس وفات یافتہ نبی کی روح تقاضہ کرتی ہے کہ اسکا کوئی قائم مقام زمین پر پیدا ہو، تا وہ اُسکی طرف منسوب جھوٹوں کا قلع قمع کرے۔ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ کی اُمت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے آپکی روح کو تین مرتبہ ایسے مواقع پیش آنے تھے۔ پہلی دفعہ حضرت مسیح ابن مریمؑ کی وفات کے چھ سو سال بعد جب یہودیوں نے حد سے زیادہ اس بات پر اصرار کیا کہ آپؑ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھے اور آپؑ کا تولد ناجائز تھا۔ آپؑ کے پیروکاروں نے اس پر غلو کیا کہ آپؑ نعوذ باللہ خدا تھے اور خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے اور آپؑ نے دنیا کو گناہوں سے نجات دینے کیلئے صلیب پر جان دیدی وغیرہ۔ تب حضرت مسیح ابن مریمؑ کی روح کے جوش کے موافق ہمارے عظیم مسیح اور ہمارے سید آنجناب ﷺ کا ظہور ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت مسیح ناصریؑ کے اُدھورے کاموں کو پورا کیا۔ آپؐ کی صداقت کیلئے گواہی دی اور اُن تہمتوں سے آپکی ذات کو بری قرار دیا جو یہود و نصاریٰ نے آپؑ پر لگائی تھیں۔ پھر دوسری دفعہ حضرت مسیح ناصریؑ کی روح کو اس وقت جوش آیا جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر داخل ہوگئی۔ انہوں نے اپنے نبی متبوع کی تعلیم میں خیانت کرتے ہوئے ترمیم و تنسیخ کرنے کیساتھ ساتھ خدائی کاموں میں بھی بے جا دخل دینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت پھر حضرت مسیح ناصریؑ کی روح کو جوش آیا اور اُس نے دنیا میں اپنا مثالی نزول چاہا۔ تب آپؑ کی روح کے جوش کے موافق حضرت مرزا غلام احمدؑ کا ظہور ہوا۔ چونکہ آپ کی روح کو عیسوی روح سے حد درجہ کی مناسبت تھی لہذا اس روحانی مناسبت کی وجہ سے آپؑ مسیح موعود کہلائے۔ تیسری دفعہ اس وقت حضرت مسیح ناصریؑ کی روح کو جوش آنا تھا جب آخری زمانہ میں ایک بار پھر دنیا میں ظلم و ستم اور فساد برپا ہوگا۔ لوگ دنیا کی طرف جھک جائیں گے اور مردار کھائیں گے۔ شرک پھیلیگا اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی۔ جب ایسا ہوگا تو پھر حضرت مسیح ناصریؑ کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب حضرت مسیح ابن مریمؑ کا یہ نزول غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے رُوپ میں ہو کر اس زمانے کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لہذا اس طرح قطعی طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ اُمت محمدیہ میں کم از کم دو مسیح موعود ضرور ہیں۔

جماعت احمدیہ اور سلسلہ مجددین۔

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تیرھویں صدی کے سر پر اس صدی کے مجدد کو جو کہ مہدی معہود بھی تھا اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ آپؑ نے ۱۸۸۹ء میں ایک جماعت قائم کی اور اس کا نام جماعتِ احمدیہ رکھا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں حضرت مہدی معہودؑ کی آمد سے پہلے تک اُمتِ محمدیہ بہتّر (۷۲) فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ آپؑ نے جس جماعت کو قائم کیا وہ تہتّر واں (۷۳) فرقہ ہونے کیساتھ ساتھ محمدی سلسلے کا تسلسل بھی تھا۔ اب جب اُمتِ محمدیہ میں ایک کامل کتاب قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ہر صدی کے بعد مجدد کی ضرورتِ حقہ پیدا ہوتی رہی اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق ہر صدی کے سر پر اُسے بھیجتا بھی رہا تو پھر احمدیت جو کہ محمدیت کا ہی تسلسل ہے اس میں مجددین کا سلسلہ کیونکر بند ہو سکتا ہے؟ عجیب حیرت ہے کہ بانئے جماعت تو اپنے بعد ایک مسیح موعود اور مصلح موعود کی خبر دے رہے ہیں لیکن آپؑ کے انتخابی خلفاء ہونے کا دم بھرنے والے اس غلطی پر اَڑے ہوئے ہیں کہ اب کسی مجدد کے آنے کی ضرورت نہیں۔ احمدیہ سلسلہ میں کسی مجدد نے آنا ہے یا کہ نہیں اسکا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے نہ کہ اِن نام نہاد انتخابی خلیفوں نے۔ احمدیہ سلسلہ میں کسی مجدد کے آنے یا نہ آنے کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں خود بانئے جماعتؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ قبل دو پہر۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپکے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا۔ اس میں کیا ہرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آ جاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اسلئے مسیح علیہ السلام پر آپکے خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اسلئے اس میں قیامت تک ہی مجدد دین آتے رہیں گے اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ نہیں کہ کوئی اور بھی آ جائے گا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے اور پھر بغتۃً قیامت آ جائے گی!'' (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

اب حضرت مہدی معہودؑ تو ارشاد فرما رہے ہیں کہ سلسلہ محمدیہ میں قیامت تک مجددین آتے رہیں گے لیکن آپکے نام نہاد انتخابی خلفاء اس بات پر اَڑے ہوئے ہیں کہ اب کسی مجدد نے نہیں آنا۔ دیگر اغلاط کے علاوہ یہ وہ غلطی تھی جسکی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں جبکہ آپکا دعویٰ محض مجدد ہونے کا تھا الہاماً ایک زکی غلام کی بشارت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ احمدیت میں مذہب کے لبادے میں آئندہ زمانے میں کیا ہونیوالا ہے۔؟ لہذا احمدیت کے قیام سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ نے بانئے جماعت کو ایک مسیحائی نفس مصلح کی بشارت دیدی۔ یہی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپکا روحانی فرزند تھا بعینہٖ جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ یہی غلام مسیح الزماں، یہی مصلح موعود جماعت احمدیہ میں پہلا مجدد موعود ہے۔ کوئی بھی احمدی خواہ وہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس حقیقت کا انکار دراصل بانئے جماعت کا

ہی انکار ہے۔سلسلہ احمدیہ میں عمومی مجددین کا سلسلہ تو قیامت تک جاری وساری رہے گا لیکن اس سلسلہ میں مجدد موعود یا مصلح موعود ایک ہی ہے ایک سے زیادہ نہیں۔اب سوال یہ ہے کہ اس مسیح مصلح یا مجدد موعود کا معاملہ کیا ہے؟ کیا وہ جماعتِ احمدیہ میں ظاہر ہو چکا ہے یا کہ ابھی اُس نے آنا ہے۔؟اس سوال یا معمے کو سمجھنے اور حل کرنے کیلئے ہمیں پیشگوئی مصلح موعود یا غلام مسیح الزماں کا دیانتداری، غیر جانبداری اور گہری نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔

پیشگوئی مصلح موعود۔

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔
اس کیساتھ فضل ہے۔جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مظهر الاول والاخر۔مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔و كان امرًا مقضيًا۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۱) ایک موعود وجیہہ اور پاک لڑکا۔

پیشگوئی مصلح موعود کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دو نشانوں کا وعدہ دیا تھا یعنی ایک موعود لڑکے اور ایک موعود غلام کا۔جہاں تک لڑکے کی بشارت کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ موعود لڑکا آپ کا جسمانی فرزند تھا۔کیونکہ لفظ ''لڑکا'' کی تشریح خود الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔لفظ ''تخم'' مزید اگلے الہامی الفاظ ''ذریت و نسل'' کی بھی تفسیر کرتا ہے۔کہ یہاں ذریت و نسل سے مراد حضور علیہ السلام کی جسمانی ذریت و نسل ہے۔اس الہامی پیشگوئی کے بعد ے۔اگست ۱۸۸۷ء کے دن حضورؑ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔آپؑ نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا۔اسی دن آپؑ نے ایک اشتہار بنام ''خوشخبری'' شائع فرمایا۔آپؑ اس اشتہار کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں:۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جسکے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔آج ۱۶۔ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔'' (ایضاً صفحہ ۱۴۱)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دراصل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق ہے لیکن اسی پیشگوئی میں لڑکے کی پیشگوئی بھی بطور فرع موجود ہے۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔جو آسمان سے آتا ہے۔یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اس کی تعریف ہے۔۔۔۔بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے

ایک سمجھی گئی۔اور پھر بعد میں الہامِ الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔'' (مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹، چوتھا ایڈیشن)

حضورؑ نے بشیر احمد (اول) کی پیدائش پر اسے اجتہادی رنگ میں ''مولود مسعود'' کا نام دے کر اِسکے متعلق پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا اشارہ کر دیا تھا لیکن بعد از اں زکی غلام سے متعلق الہامی بشارات جو کہ آپکی وفات تک جاری رہیں نے ثابت کر دیا کہ بشیر احمد (اول) کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دینا آپؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔اُدھر بشیر احمد (اول) بھی رضائے الٰہی کے تحت قریباً پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔بشیر احمد (اول) کی وفات پر مخالفوں نے طرح طرح کی بیجا باتیں کیں اور بہت کچھ مخالفت میں شور مچایا۔مخالفوں کے اس رویے سے آپؑ غم زدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی غمگساری کے لیے آپؑ کو بشیر احمد (اول) کے مثیل کی بشارت بخشی۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَ الْاِرْتِیَاعِ فَاُلْہِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ ۔اِنَّا نَرُدُّہ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ ۔'' (سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱۔تذکرہ صفحہ ۱۳۱)

ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایّام میں فوت ہو گیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا ُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہو گا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

اسکی مزید وضاحت اس خط سے ہو جاتی ہے جو کہ آپؑ نے حضرت مولانا نورالدینؓ کے نام لکھا تھا۔اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲) ''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ ''ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا'' یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہو گا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔یخلق ما یشاء۔'' (مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

اِن اِلہامات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو بشیر احمد (اول) جو کہ آپؑ کے بقول الہامی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' سے متعلقہ حصے کا مصداق تھا کو وفات دیکر اسکے مثیل کا وعدہ بخشا تھا۔ثانیاً۔یہ ثابت ہوتا ہے کہ پسر متوفی بشیر احمد (اول) کے مثیل کا وعدہ ملنے سے الہامی پیشگوئی کا بشیر احمد (اول) سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔ثالثاً۔بعد از اں مرزا بشیر الدین محمود احمد بطور مثیل بشیر احمد (اول) پیدا ہو کر الہامی پیشگوئی میں بشیر احمد (اول) سے متعلقہ حصہ کے مصداق ٹھہرے۔

(۱۱) ایک موعود زکی غلام۔

(ا) غلام مسیح الزماں ایک ہی تھانہ کے مختلف غلام۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ایک وجیہہ اور پاک لڑکے کیساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ایک زکی غلام سے بھی نوازا تھا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔'' اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف زکی غلام کی بشارت بخشی بلکہ اِسکی دیگر صفات اور خصائص بھی بیان فرمائے ہیں۔مثلاً ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرج الہامی پیشگوئی میں موعود غلام کی دیگر علامات کے علاوہ اِسے (۱) زکی (۲) مظہر الحق والعلاء کان للہ نزل من السماء (۳) حلیم (۴) اور ''سخت ذہین و فہیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جانے والا'' بتایا گیا ہے۔موعود غلام سے متعلق وہ مبشر الہامات جو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے بعد نازل ہوئے ان میں زیادہ تر وہی علامات بیان کی گئی ہیں۔مثلاً ۱۸۹۴ء میں نازل ہونیوالے مبشر الہام میں غلام کی جو علامات بیان فرمائی گئی ہیں ان میں اُسے حلیم اور مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء بیان فرمایا گیا ہے۔۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء میں نازل ہونے والے مبشر الہام میں غلام کو زکی بیان فرمایا گیا ہے۔۱۹۰۶ء میں نازل ہونیوالے مبشر الہام میں غلام کو پھر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء بیان فرمایا گیا ہے۔۱۴۔ستمبر ۱۹۰۷ء اور اکتوبر ۱۹۰۷ء میں نازل ہونے والے مبشر الہامات میں غلام کو حلیم بیان فرمایا گیا ہے۔اسی طرح غلام کی بشارت سے متعلق آخری الہام جو ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا۔اس میں غلام کو پھر زکی اور یحییٰ بیان فرمایا گیا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے بعد غلام کی بشارت سے متعلق نازل ہونے والے الہامات میں من و عن وہی علامات ہیں اور انہیں الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہیں جو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرج تفصیلی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں۔صرف ایک علامت کا لفظی فرق ہے۔وہ یہ کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکورہ الہامی پیشگوئی میں موعود غلام کو ''سخت ذہین و فہیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جانے والا'' بتایا گیا ہے جب کہ ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہونے والے آخری مبشر الہام میں اسے یحییٰ کے نام سے پکارا گیا ہے۔حالانکہ یہ کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ ایک ہی علامت کو مختلف الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔سخت ذہین و فہیم ہونا اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جانا کے الفاظ

دراصل لفظ یحییٰ کے قائم مقام ہیں۔ کیونکہ جو شخص علم کو زندہ رکھتا ہے علم اسے زندہ رکھتا ہے۔ علم کو زندہ کرنیوالا خود زندہ ہو جاتا ہے اور لفظ یحییٰ کے بھی یہی معنی ہیں ''ہمیشہ زندہ رہنے والا''۔ اِن دلائل سے یہ بات بالکل واضح اور قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کے بعد غلام سے متعلق نازل ہونے والی الہامی بشارات درحقیقت اُسی غلام مسیح الزماں سے ہی متعلق ہیں جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کے اشتہار میں مندرج تفصیلی الہامی پیشگوئی میں دی گئی ہے نہ کہ مختلف غلاموں کے متعلق۔ اور اسی غلام مسیح الزماں کو حضورؑ نے مصلح موعود کے لقب سے نوازا ہے۔

(۲) مصلح موعود قیاس کیے گئے دونوں جسمانی لڑکوں کی وفات۔

یہ خدا تعالیٰ کا عجیب سلوک تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے جس جسمانی بیٹے کو بھی واضح رنگ میں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا، وہی لڑکا فوت ہو گیا۔ اور وہ لڑکے جنکے نام بطور تفاؤل رکھے گئے وہ زندہ رہے۔ مثلاً۔ آپؑ نے اپنے پہلے لڑکے بشیر احمد (اول) کو مولود مسعود قرار دیا تھا اور اس کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے۔ یہ لڑکا قریباً پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا۔ اسکے بعد تین لڑکے (بشیر الدین محمود احمد۔ بشیر احمد اور شریف احمد) پیدا ہوئے اور آپؑ نے اِنکے نام بطور تفاؤل رکھے۔ اِن میں سے کسی کو بھی آپؑ نے مولود مسعود قرار نہیں دیا اور یہ تینوں زندہ رہے۔ حضرت زوجہ ثانیؓ کے بطن سے حضورؑ کے بقول چوتھا لڑکا مبارک احمد ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا تھا۔ اِسکی پیدائش پر آپؑ فرماتے ہیں۔

(i) ''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء میں کی گئی۔'' (تریاق القلوب۔ تصنیف۔ ۱۹۰۰ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

(ii) ''دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ ایک اور الہام ہے جو ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ ناقل)۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟'' (ایضاً۔ صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ ''تین کو چار کرنیوالا'' چوتھا لڑکا پیدا ہو گیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب'' میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(iii) ''سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبّہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پُورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔'' (ایضاً۔ صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ مزید اس چوتھے فرزند کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(iv) ''سو صاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا۔ (ایضاً۔ صفحہ ۲۲۳)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو ''مولود مسعود'' اور ''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء میں کی گئی تھی'' اور ''تین کو چار کرنے والا'' فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ چوتھا لڑکا جس کو آپؑ نے ''مولود مسعود'' قرار دیا تھا بھی ۱٦۔ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن فوت ہو گیا۔ اب وہ لڑکے جنکے نام حضورؑ نے بطور تفاؤل رکھے یعنی بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد وہ تو زندہ رہے اور اِن تینوں نے کافی لمبی طبعی عمریں پائیں۔ لیکن اپنے جن لڑکوں کو آپؑ نے مولود مسعود یعنی مصلح موعود قرار دیا تھا وہ دونوں چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فعل سے اپنے برگزیدہ بندے کو یہ پیغام دیا تھا کہ اے میرے بندے! آپ کے جسمانی لڑکوں میں سے کوئی بھی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہے تو کیا یہ بات درست نہیں ہے۔؟

(۳) مصلح موعود روحانی بیٹا تھا نہ کہ کوئی جسمانی لڑکا۔

جہاں تک دوسرے نشان یعنی ''زکی غلام'' کا تعلق ہے تو لفظ ''غلام'' کیساتھ حضورؑ نے بریکٹ میں لفظ لڑکا لکھا ہوا ہے۔ ملہم کا الہامی لفظ ''غلام'' کے متعلق یہ اپنا اجتہاد اور قیاس ہے۔ ورنہ الہامات بریکٹ میں نازل نہیں ہوا کرتے۔ الہامی پیشگوئی کی عبارت کچھ اس طرح ہے۔ ''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے۔۔۔ اگر یہاں الہامی لفظ ''غلام'' سے مراد جسمانی لڑکا تھی تو کیا اللہ تعالیٰ الہامی پیشگوئی کی عبارت اس طرح نازل نہیں فرما سکتا تھا؟

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی لڑکا تجھے ملے گا۔وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہونگے۔-----------

اور اس طرح دونوں لڑکوں کا حضور علیہ السلام کے جسمانی بیٹے ہونے کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا اور کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہتی۔حالانکہ اللہ تعالیٰ قادر تھا وہ چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ وضاحت کر سکتا تھا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ نے دوسرے نشان کی بشارت الہامی لفظ''لڑکا'' کی بجائے الہامی لفظ''غلام'' میں عطا فرمائی اور اس طرح دوسرے نشان کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسمانی بیٹا ہونے کی شرط نہ رہی اور صرف روحانی فرزند ہونے کی شرط رہی یعنی آپکا پیروکار ہونے کی۔غلام کیلئے حضور علیہ السلام کا اپنا جسمانی لڑکا ہونا صرف حضور علیہ السلام کا اپنا ذاتی اجتہاد تھا اور قیاس تھا ورنہ ۲۰۔فروری الہامی پیشگوئی میں بھی اور اِس الہامی پیشگوئی کے بعد بھی غلام مسیح الزماں سے متعلق دیگر الہامات جو کہ آپؑ کی وفات تک نازل ہوتے رہے اِن میں بھی کوئی ایسی شرط نہیں ہے۔

(۴)غلام مسیح الزماں مثیلِ مبارک احمد۔

جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں،حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے اپنے پہلے لڑکے بشیر احمد(اول) کی پیدائش پر اُسے''مولود مسعود'' فرما کر اُسے اُپنے زعم میں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھ لیا تھا۔لیکن یہ لڑکا شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گیا۔اس لڑکے کی وفات کے بعد حضورؑ محتاط ہو گئے اور آپؑ نے بعد ازاں پیدا ہونیوالے لڑکوں کے نام بطور تفاؤل رکھنے شروع کر دیئے اور کسی لڑکے کے متعلق''مولود مسعود'' کے الفاظ استعمال نہ کیے۔حتیٰ کہ ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کا دن آ گیا اور اس دن صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوئے۔مبارک احمد کی پیدائش پر حضورؑ نے بڑی وضاحت کیساتھ بعض اور باتوں کے علاوہ اُسے''مولود مسعود'' فرما کر پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دے دیا اور اسکا مفصل ذکر خاکسار پہلے کر چکا ہے۔صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد بھی غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی بشارات کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔لیکن اِن مبشر الہامات کے باوجود حضورؑ مبارک احمد کے''مولود مسعود'' لڑکا ہونے کے اپنے قیاس اور یقین پر قائم رہے۔حتیٰ کہ ۱۶۔ستمبر سے پہلے آپؑ نے مبارک احمد کے متعلق یہ منذر خواب بھی دیکھی تھی:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

پھر مشیتِ ایزدی کے مطابق ۱۶ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد انتقال فرما گئے۔مبارک احمد کی وفات کے دن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بشارت دی'' انا نبشرك بغلامٍ حليم ۔''ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۶۱۹)یہ''حلیم غلام'' کی بشارت دراصل غلام مسیح الزماں ہی کی بشارت تھی۔مبارک احمد کی وفات کے بعد اگلے ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں پھر اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو الہاماً فرمایا:۔(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ (۶)يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ (۷)ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔ترجمہ۔(۵)ہم تجھے ایک حلیم غلام کی خوشخبری دیتے ہیں(۶)وہ مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا(۷)اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

ان الہامات کے بعد حضورؑ خاموش ہو گئے اور پھر اسی خاموشی کے ساتھ اس دنیا سے گزر گئے۔ہم دیکھتے ہیں کہ اِن الہامی بشارات میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کو مثیلِ مبارک احمد قرار دیا ہے اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے آگے اُسکے مثیل کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔چونکہ صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد حضورؑ کے ہاں نرینہ اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا لہٰذا یہ بھی ثابت ہو گیا کہ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپؑ کا روحانی فرزند ہے بالکل اسی طرح جس طرح آپؑ آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔

(۵)الہامی پیشگوئی کا ظہور اصل کی بجائے امثال میں۔

یہ بات یاد رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو جن دو وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اِن وعدوں کا ایفا اصل کی بجائے امثال میں فرمایا ہے۔جیسا کہ میں''ایک وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے ضمن میں یہ ثابت کر آیا ہوں کہ حضورؑ کے بقول''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلق پیشگوئی کا جو حصہ تھا اسکے مصداق اولاً بشیر احمد(اول) تھے۔وہ مہمان کی طرح دنیا میں تھوڑا عرصہ رہ کر شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک دوسرے بشیر یعنی اُسکے مثیل کا وعدہ فرما دیا۔اور پھر اسی وعدہ کے موافق مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے اور مثیل کے طور پر''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے حصہ کے مصداق بنے۔اس کا مفصل ذکر پہلے ہو چکا ہے۔جہاں تک زکی غلام کا تعلق ہے تو غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کے مصداق بقول حضرت مہدی ومسیح موعودؑ اولین طور پر صاحبزادہ مبارک احمد تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مبارک احمد کو بھی چھوٹی عمر میں وفات دے کر غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کو آگے اُس کے مثیل کی طرف منتقل کر دیا اور اس کا تفصیلی بیان بھی پہلے ہو چکا ہے۔اس طرح یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور دونوں وجودوں کا وعدہ اپنے اپنے اصل کی بجائے اپنے اپنے مثیل میں پورا ہوا ہے۔

(۲) مبشر وجود کی پیدائش، بشارت کے بعد۔

وہ کلام اللہ جو آنحضورﷺ کے مبارک دل پر نازل ہوا اور وہ جو قیامت تک کیلئے حکم اور فرقان کی حیثیت رکھتا ہے وہ ہمیں خبر دیتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کسی بچے کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ بچہ موجود نہیں ہوتا بلکہ اس بچے نے بشارت کے بعد پیدا ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض انبیاءؑ کی مثالیں دیں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں انکے بچوں کی بشارتیں دی تھیں تو اسوقت یہ بچے موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی بشارتیں دیں اور یہ دونوں بچے بشارت کے وقت موجود نہیں تھے بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے۔ اسی طرح حضرت یحییٰؑ اور حضرت مسیح ابن مریمؑ بھی بشارت کے وقت موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جب اِن بچوں کی بشارتیں ہوئیں تھیں تو انکے والدین نے تعجب کا اظہار فرمایا تھا کہ یہ بچے ہمارے ہاں کیسے پیدا ہوں گے۔؟ لیکن فرشتوں نے جواباً فرمایا تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُسی طرح ہوگا۔ اور پھر بشارتوں کے بعد یہ بچے پیدا ہوئے۔ اور یہ حقیقت اِن آیات کو پڑھنے سے خوب کھل جاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں رہتا۔ (۱) سورہ ہود، آیات ۔۷۲ تا ۷۴ (۲) سورہ الحجر، آیات ۔۵۴ تا ۵۶ (۳) سورہ صافات، آیات ۔۱۰۱ تا ۱۰۳ (۴) سورہ ذاریات، آیات ۔۲۹ تا ۳۱ (۵) سورہ آل عمران، آیات ۳۹ تا ۴۱ اور ۴۶ تا ۴۸ (۶) سورہ مریم، آیات ۸ تا ۱۰ اور ۲۰ تا ۲۲۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خوب کھول کر اپنی اس سنت کی وضاحت فرمادی ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو کسی بچے کی بشارت دیا کرتا ہوں تو اس وقت یہ بچہ (مُبَشَّر) موجود نہیں ہوتا بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوا کرتا ہے۔

اب جب ہم ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی پر غور وفکر کرتے ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو نہ صرف زکی غلام کی بشارت سے نوازا تھا بلکہ بڑی تفصیل کیساتھ اُس کی علامات اور اُسکے کاموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ لیکن ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد بھی اللہ تعالیٰ غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی بشارات انہی علامات کیساتھ جن کا نزول ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ہو چکا تھا قریباً آپؑ کی وفات تک نازل فرماتا رہا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل مبشر الہامات سے ظاہر ہے۔

(۲) ۱۸۹۴ء۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ ''۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۶ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔ مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔'' ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴) ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء۔ '' اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔'' یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ '' اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّکَ۔ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔'' ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّکَ۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸) ۱۶۔ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔'' ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) ۶، ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء ''سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی ۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ ۔'' (تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُسکی بعثت کی اغراض کثیرہ کا بھی ذکر ہو چکا تھا۔ اب اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی الہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی اس مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر کلام الٰہی حضورؑ پر نازل ہوتا رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس مبشر کلام الٰہی کی غرض وغایت کیا تھی۔؟ غلام مسیح الزماں سے متعلق اس مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اسکی جماعت کو کیا پیغام

دے رہا تھا۔؟ جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اس مبشر کلام الٰہی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک غلام مسیح الزماں پیدا نہیں ہوا ہے۔ وہ آخری بشارت کے بعد پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس مبشر کلام الٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔ یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔ لہٰذا غلام مسیح الزماں نے قرآن مجید کی روشنی میں اپنی آخری بشارت ۶، ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف حضورؑ کے اپنے سارے لڑکے بشمول بشیر الدین محمود احمد بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶، ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے غلام مسیح الزماں کی بشارت کے دائرے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں سے متعلق اِن مبشر الہامات کی حقیقت اس عاجز پر اسی طرح منکشف کی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کی حقیقت منکشف کی تھی۔ ہوسکتا ہے کسی ذہن میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں کے بارے میں اپنی سنت میں نعوذ باللہ کوئی تبدیلی پیدا کر لی ہو۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تخلّف ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنے پاک کلام میں خود وعدہ فرمایا ہے۔ اور ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلُ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا (سورۃ فتح آیت:۲۴) اللہ کی اس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

اسی طرح ایک اور وسوسہ یہ بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہونیوالا کلام الٰہی نعوذ باللہ شاید قرآنی سنت کے مطابق نہ ہو۔ یہ وسوسہ بھی کلیۃً باطل ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔ ''وانْ کان الامر خلاف ذالک علیٰ فرض المحالِ فنبذنا کله من ایدینا کالمتاع الردّی و مادةِ السعال۔'' (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

اسی طرح ایک اور جگہ پر آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔'' (انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

(۷) نافلہ کی حقیقت۔

۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء اور مارچ ۱۹۰۶ء میں غلام مسیح الزماں کے متعلق جو الہامی بشارات ہوئیں تھیں اِن کا اندراج پیچھے ہو چکا ہے۔ اِن الہامی بشارات میں اللہ تعالیٰ نے غلام کی بشارت لفظ ''نافلہ'' کیساتھ فرمائی ہے۔ اِس ''نافلہ'' سے حضورؑ نے ''پوتا'' ہونے کا امکان مراد لیا تھا۔ جیسا کہ مارچ ۱۹۰۶ء کے الہام کی تشریح کے سلسلہ میں حضورؑ نے فرمایا تھا:۔ ''ممکن ہے کہ اسکی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔'' (تذکرہ چوتھا ایڈیشن ۲۰۰۴ء صفحہ ۵۱۹ بحوالہ بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵۔ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

ایک دوسری جگہ پر نافلہ کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:۔

''بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں یہ پیشگوئی لکھی تھی۔ وبشرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انانبشرك بغلامٍ نافلةً لک نافلةً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔'' (حقیقۃ الوحی (تصنیف ۱۹۰۶ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)

جس طرح میرے پیارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے لفظ ''نافلہ'' سے پوتا مراد لیا تھا تو یہ آپؑ کا اجتہاد تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے اِس اجتہاد کے مطابق آپؑ کو موعود پوتا عطا کیا ہوتا تو مجھے یا کسی اور احمدی کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔؟ بلکہ پوری جماعت کو خوشی ہوتی کیونکہ دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور لینے والے اُسکے پیارے موعود مہدی اور مسیح تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو جو فہم دیا ہے اُسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے ''نافلہ'' کا لفظ بطور پوتا استعمال نہیں فرمایا تھا اور اسکی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

(i) پہلی وجہ یہ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دو الگ الگ نشانوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ مثلاً ایک نشان کا وعدہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے الفاظ میں اور دوسرے نشان کا وعدہ ''زکی غلام'' کے الفاظ میں تھا۔ اسی طرح اگر لفظ ''نافلہ'' سے اللہ تعالیٰ کی مراد کوئی پوتا ہوتا تو کیا وہ اُس کی بشارت واضح رنگ میں اس طرح نہیں دے سکتا

تھا۔؟اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِنافلةٍ ۔یعنی ہم تجھے ایک پوتے کی خوشخبری دیتے ہیں۔اوراس طرح معاملہ بہت صاف ہوجاتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسانہیں کیا بلکہ غلام کی بشارت کے ساتھ اُسے نافلہ یعنی زائدانعام قرار دیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدﷺ کیلئے تہجد کو''نافلہ''یعنی زائدانعام قرار دیا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔(بنی اسرائیل:۸۰)ترجمہ۔اوررات کوبھی تواِس(قرآن)کے ذریعہ سے کچھ سولینے کے بعدشب بیداری کیا کر،جوتجھ پرایک زائدانعام ہے۔عنقریب تیرارب تجھے مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا۔

(ii)دوسری وجہ جیسا کہ میں پہلے وضاحت کرچکاہوں کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ اپنے جس جس لڑکے کوبھی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودقرار دیتے رہے وہ فوت ہوتا رہا اور جنکے نام بطورتفاؤل رکھے وہ زندہ رہے۔اپنے اس طرزعمل سے اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کوبھی اورآپکی جماعت کوبھی یہ پیغام دیا تھا کہ تیرا کوئی جسمانی لڑکا مصلح موعودنہیں ہے۔بالکل اسی طرح جب حضورؑ نے اجتہادی رنگ میں''نافلہ موعود'' کی پیشگوئی بمعنی موعود پوتا بشیرالدین محمود احمد کے بیٹے نصیراحمد پر چسپاں کی تواللہ تعالیٰ نے پھراپنی پہلی سنت جوکہ لڑکوں کے سلسلہ میں ظاہر کی تھی کے مطابق اُس پوتے کوبھی فوت کرلیا۔اوراس طرزعمل سے اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کواورآپکی جماعت کوبھی یہ پیغام دیا کہ'نافلہ موعود' سے مراد کوئی موعود پوتا نہیں ہے بلکہ نافلہ موعود سے مراد غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہی ہے جوکہ میں نے اپنے مہدی ومسیح کوفَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ کی طرح ایک زائدانعام کے طور پر بخشا ہے۔

کافی ہے سوچنے کواگراہل کوئی ہے

لیکن عملاً جماعت احمدیہ میں کیا ہوا۔؟میں بڑے افسوس سے لکھتاہوں کہ حضورؑ کے بیٹے بشیرالدین محمود احمد نے رضائے الٰہی کے برخلاف وہ کیا جس کا نہ وہ حقدار تھااور نہ اُسکا بھائی اور نہ ہی اُس کا بڑا بیٹا ناصراحمد۔بشیرالدین محمود احمد خلیفہ ثانی دھکے سے جماعت پر قبضہ کرکے نہ صرف خلیفہ ثانی بن بیٹھے بلکہ بعدازاں مصلح موعود ہونے کا بھی اعلان کردیا۔اسی طرح اپنے بڑے بیٹے ناصراحمد کیلئے نہ صرف اُسکے خلیفہ ثالث بننے کیلئے راہ ہموار کی بلکہ بغیرالہام کے اُسے''نافلہ موعود'' کا خطاب بھی دے گئے۔یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ ایک اور خطاب رہتا تھا قمرالانبیاء ہونے کا۔میرے خداداد فہم کے مطابق قطعی طور پر یہ خطاب بھی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کا ہی تھا۔لیکن چونکہ خلیفہ ثانی صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کوبھی خوش کرنا تھالہذا اس خطاب کواپنے چھوٹے بھائی بشیراحمد پر چسپاں کرکے اُسے خوش کردیا۔ ؎ **جوچاہے آپ کاحسن کرشمہ سازکرے**

جناب ایڈمنسٹریٹرصاحب!۔اب تک کی بحث سے یہ بخوبی اور قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آنیوالا مجدد موعود، مصلح موعود یا غلام مسیح الزماں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا کوئی روحانی فرزند،لبند گرامی ارجمند تھا جسکی ولادت ۶،۷نومبر۱۹۰۷ء کے بعد ہونی تھی۔اب تک کی جماعتی تاریخ میں حضورؑ کی روحانی ذریت میں نومبر۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونے والا کوئی ایسا وجود نہیں گزرا جس نے اللہ تعالیٰ سے علم اورالہامی ثبوت پاکر غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔؟لہذا مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا۔میری یہاں گزارش ہے کہ اگرکسی کی نظر میں خلیفہ ثانی اپنے کاموں کی وجہ سے مصلح موعود ہوسکتے ہیں توپھر جماعت احمدیہ میں کوئی اور مصلح موعود نہیں ہوسکتا کیونکہ جیسا کہ پہلے شروع میں بیان کیا جاچکا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں عمومی تجدید کا سلسلہ تو قیامت تک جاری رہے گالیکن اس سلسلہ میں موعود مصلح یا غلام مسیح الزماں ایک ہی ہے اوراُس زکی غلام نے ۶،۷نومبر۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔لہذا۱۲۔جنوری۱۸۸۹ء میں پیدا ہونیوالے خلیفہ ثانی کسی لحاظ سے بھی مصلح موعود نہیں ہوسکتے۔

(۱)ایک صدی قبل اپنے دعویٰ مجددیت کے وقت حضرت مرزا غلام احمدؑ بھی حیات مسیح کے قائل تھے۔بعدازاں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر ظاہر فرمایا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ توفوت ہو چکے ہیں اورقرآن مجید حضرت مسیح ابن مریم کی وفات کی تصدیق کرتا ہے۔اورآنحضرتﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جس مسیح موعود کا امت محمدیہ میں نزول ہونا ہے وہ امتِ محمدیہ میں سے ہی آپﷺ کا غلام ہوگا اوروہ تو(حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ناقل)ہے۔اسکے بعد حضرت مرزا صاحبؑ نے۱۸۹۱ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کردیا۔اب سوال یہ ہے کہ ایک صدی قبل وہ لوگ جنہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کومسیح موعود مانا تھا کیا انہوں نے آپؑ کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں مسیح موعود ہوں آپکومسیح موعود مان لیا تھا۔؟ایسا ہرگزنہیں تھا بلکہ امرواقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ قرآن مجید کی اُن تیس آیات کوجھٹلا نہ سکے جن سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے۔لہذا قرآن مجید سے وفات مسیح کا ثبوت ملنے کے بعد وہ جوسلیم الفطرت اورمتقی تھے انہوں نے حیات مسیح کے باطل عقیدہ سے توبہ کرلی۔غلام مسیح الزماں سے متعلق بھی حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے الہامات خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی تصدیق کی بجائے اُسکی تکذیب کرتے ہیں۔مزید برآں قرآن مجید جوقیامت تک کیلئے انسانوں کے واسطے ہدایت اورفرقان ہے۔وہ بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی تکذیب پراپنی مہرلگاتا ہے۔خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کیلئے کسی احمدی کواس سے بڑھ کر اورکس ثبوت کی ضرورت ہے۔؟

(۲)اُمت محمدیہ میں حیات مسیح ایسا غلط عقیدہ صدیوں پہلے داخل ہوگیا تھا۔۱۸۹۱ء سے پہلے اُمت میں بہت سارے مجددین کے علاوہ ہزاروں اولیاءاللہ بھی گزرے تھے اوراِن

میں سے اکثر صاحب الہام بھی تھے۔ وہ سب قرآن مجید پڑھتے رہے لیکن ان میں سے کسی کو حیات مسیح کے اس باطل عقیدے کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ ۱۸۹۱ء میں حضرت مرزا غلام احمدؑ جو بذاتِ خود اس وقت تک حیاتِ مسیح کے قائل تھے پر نہ صرف اللہ تعالیٰ نے حیات مسیح کے بُطلان کا انکشاف کیا بلکہ اُمت محمدیہ میں نزول مسیح کی پیشگوئی کی حقیقت بھی آپؑ پر کھول دی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے ہزاروں اولیاء اور مجددین پر حیات مسیح کے بُطلان کا انکشاف کیوں نہ ہوا اور اِنکی نظروں سے نزول مسیح کی پیشگوئی کی حقیقت بھی کیوں پوشیدہ رہی۔؟ خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پیشگوئی کی حقیقت کو اُسی انسان پر کھولا کرتا ہے جو اُس پیشگوئی کا مصداق ہوتا ہے اور آج تک کی مذہبی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایسا کرنا اُس انسان کی صداقت پر ایک بڑی بھاری دلیل ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضورؑ اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ سے کس قدر ہم شکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہوئے مگر کسی نے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے۔ مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہوں اور مولویوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا میں آئیگا اور تعجب یہ کہ انکے ملہموں کو بھی الہام نہ ہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہری لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدائے تعالیٰ نے یہ راز سر بستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئیگا بلکہ اسکے آنے سے مراد اس کے ہم صفت کا آنا ہے جو یحییٰ نبی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں۔ اور بغیر پہنچنے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی انکی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ''ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد''۔'' (روحانی خزائن جلد۴ صفحہ۳۶۶)

یہی معاملہ ایک صدی قبل پیشگوئی مسیح موعود کیساتھ ہوا تھا اور یہی معاملہ آج پیشگوئی مصلح موعود کیساتھ بھی ہوا ہے۔ کم وبیش ایک صدی تک اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت ملہم (بانئے سلسلہ) سمیت افراد جماعت سے نہ صرف مخفی رہی بلکہ یہ ان سب کیلئے اِبتلاء بھی بنی رہی تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ نے پندرھویں صدی کے آغاز میں اس الہامی پیشگوئی کے مصداق (یعنی اس عاجز) پر اس الہامی پیشگوئی کی حقیقت کھول دی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس الہامی پیشگوئی کی حقیقت اِس عاجز کے وجود میں ظاہر فرمائی بلکہ بذریعہ دلائل درمیانی مدت میں کیے گئے ایک غلط دعویٰ مصلح موعود کی بیخ کنی بھی کروا دی۔

نبی کی تمنا اور خواہش۔

انبیاء اور رسول اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اُسکے پاک کیے ہوئے چنیدہ لوگ ہوتے ہیں۔ وہ بنی آدم میں بہترین وجود ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بشریت سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ بشر ہوتے ہیں اور بشری کمزوریاں مثلاً سہو و خطا اور تمنا اور خواہش سے وہ مبرا نہیں ہوتے۔ یہاں خطا سے میری مراد اجتہادی خطا ہے نہ کہ دیدہ و دانستہ غلطی۔ ایسی اجتہادی خطا کا احتمال بعض اوقات کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں ممکن ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بقول بشریت کے تحقق کے لیے ایسا ہونا ضروری ہے تا لوگ شرک کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ رشاد فرماتا ہے۔

''وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِىٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلۡقَى الشَّيۡطٰنُ فِىۡۤ اُمۡنِيَّتِهٖ فَيَنۡسَخُ اللّٰهُ مَا يُلۡقِى الشَّيۡطٰنُ ثُمَّ يُحۡكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ہ لِّيَجۡعَلَ مَا يُلۡقِى الشَّيۡطٰنُ فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡقَاسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَفِىۡ شِقَاقٍۢ بَعِيۡدٍ ہ۔'' (سورۃ الحج:۵۳،۵۴) ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش کی، شیطان نے اسکی خواہش کے رستہ میں مشکلات ڈال دیں۔ پھر اللہ اسکو جو شیطان ڈالتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو اسکے اپنے نشان ہوتے ہیں انکو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا، حکمت والا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شیطان ڈالتا ہے وہ ان لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں جنکے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جنکے دل سخت ہوتے ہیں اور ظالم لوگ شدید مخالفت کرنے پر تلے رہتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اے محمد (ﷺ) تیرے سے پہلے میں نے کوئی ایسا رسول یا نبی نہیں بھیجا کہ اسکی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا یا خواہش کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہیے تو شیطان اسکی خواہش میں کچھ ملا نہ دے۔ پھر بعد میں اللہ تعالیٰ وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے کے ذریعے اس شیطانی یا نفسانی دخل کو اُٹھا کر ارادہ الٰہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ اور آپؐ سے پہلے سب انبیاء اور رسول اس بات سے بچ نہ سکے کہ جب بھی کبھی کسی نبی یا رسول نے کوئی تمنا یا خواہش کی تو شیطان نے اُسکی خواہش میں کچھ ملا دیا تو پھر آنحضرت کے بعد اور آپکی غلامی میں آنیوالے کسی نبی یا رسول کے متعلق ہم یہ کیسے گمان کر سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی تمنا یا خواہش سے پاک ہوگا۔؟ بہر حال کسی نبی کا کوئی تمنا یا خواہش کرنا گناہ نہیں۔ ہاں البتہ اپنے نبی اور رسول کی خواہش کو پورا کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی خواہش کو فوراً شرفِ قبولیت بخش دیا اور کسی نبی کی خواہش کو مشروط رنگ میں قبولیت فرمایا اور کسی برگزیدہ نبی کی تمنا کو اپنی کسی

حکمت کے تحت قبول نہ فرمایا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تینوں قسم کی مثالیں بیان فرمائیں ہیں مثلاً:۔

(۱) تمنا یا خواہش کی قبولیت۔

طُویٰ کی مقدس وادی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو الہاماً فرمایا کہ اے موسیٰؑ میں نے تجھے چُن لیا ہے۔اور اب تُو میری وحی کے مطابق عمل کر۔تُو فرعون کے پاس جا کیونکہ وہ باغی ہو رہا ہے۔اس حکم کے ملنے کے بعد حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی:۔قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ہ وَیَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ ہ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ہ یَفۡقَھُوۡاقَوۡلِیۡ ہ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَھۡلِیۡ ہ ھٰرُوۡنَ اَخِی ہ اشۡدُدۡبِه اَزۡرِیۡ ہ وَاَشۡرِکۡهُ فِیۡ اَمۡرِیۡ ہ کَیۡ نُسَبِّحَکَ کَثِیۡرًا ہ وَّنَذۡکُرَکَ کَثِیۡرًا ہ اِنَّکَ کُنۡتَ بِنَا بَصِیۡرًا ہ قَالَ قَدۡ اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَکَ یٰمُوۡسٰی ہ (طٰہٰ:۲۶ تا ۳۷) ترجمہ۔(موسیٰ نے) کہا، اے میرے ربّ! میرا سینہ کھول دے۔اور جو فرض مجھ پر ڈالا گیا ہے اُس کو پورا کرنا میرے لیے آسان کر دے۔اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اُسے بھی کھول دے۔(تا) لوگ میری بات آسانی سے سمجھنے لگیں۔اور میرے اہل میں سے میرا ایک نائب تجویز کر۔ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔اس کے ذریعہ سے میری طاقت کو مضبوط کر۔اور اس کو میرے کام میں شریک کر۔تا کہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں۔اور کثرت سے تیرا ذکر کریں۔تو ہمیں خوب دیکھ رہا ہے۔فرمایا، اے موسیٰ! جو تو نے مانگا، تجھے دیا گیا۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے جو سوال یا خواہش اللہ تعالیٰ کے حضور کی وہ فوراً قبول کر لی گئی۔

(۲) تمنا یا خواہش کی مشروط قبولیت۔

ابوالانبیاءؑ حضرت ابراہیمؑ جب اپنی بعض آزمائشوں میں پورا اترتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت:۱۲۵ میں فرماتا ہے۔

وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰھِمَ رَبُّه بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ط قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماًط قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ط قَالَ لَایَنَالُ عَھۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ۔ترجمہ اور جب ابراہیم کو اسکے رب نے بعض باتوں کے ذریعہ سے آزمایا اور اس نے انکو کر دکھایا (اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے بھی۔(اللہ نے) فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی لائن لگا دی۔لیکن بعض آپؑ کی نسل میں سے ظالم بھی بنے۔مثلاً حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے والے آپؑ کے پڑپوتے ہی تھے۔اللہ تعالیٰ نے کنویں میں گرائے جانے والے مظلوم پڑپوتے کو تو امام بنایا لیکن جو ظالم پڑپوتے اپنی بھائی کو کنویں میں پھینکنے والے تھے ان میں سے کسی کو بھی امام نہیں بنایا تھا۔اسی طرح مکہ میں آپؑ نے جو اللہ تعالیٰ کا گھر خالص اسکی توحید کو قائم کرنے کے واسطے بنایا تھا، اس میں ۳۶۰ بت رکھ کر اُسے بتخانہ میں بدلنے والے بھی آپؑ کی نسل میں سے ہی تھے۔اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیمؑ کی خواہش کو مشروط رنگ میں قبول فرمایا تھا۔

(۳) تمنا یا خواہش کی نا قبولیت یا نبی کی اجتہادی غلطی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔حضرت نوحؑ نے اپنی دعوت الی اللہ اپنی قوم کے آگے رکھی اور انہیں دن رات سمجھایا۔لیکن آپؑ کی قوم نے تکبر کے ساتھ آپ کی دعوت کو رَدکر دیا۔انہوں نے کہا کہ اے نوح! تو ہمارے جیسا ایک عام انسان ہے اور ہم میں سے سوائے چند حقیر لوگوں کے کسی نے تیری پیروی نہیں کی ہے۔بلکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے۔بالآخر حضرت نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے دشمن نے مغلوب کر لیا ہے۔پس تو میرا بدلہ لے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو بمعہ اُسکے ساتھیوں کے ایک کشتی کے ذریعہ نجات دے کر باقی سب قوم کو غرق کر دیا۔اس غرقی سے پہلے حضرت نوحؑ نے اپنے رب کو پُکار کر کہا تھا:۔

وَنَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّه فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَھۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ وَاَنۡتَ اَحۡکَمُ الۡحٰکِمِیۡنَ ہ قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّه لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ اِنَّه عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ فَلَا تَسۡئَلۡنِ مَا لَیۡسَ لَکَ بِه عِلۡمٌ ط اِنِّیۡ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰھِلِیۡنَ ہ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اَسۡئَلَکَ مَالَیۡسَ لِیۡ بِه عِلۡمٌ ط وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔(ھود:۴۶، ۴۷، ۴۸) ترجمہ۔اور نوح نے اپنے رب کو پُکارا اور کہا اے میرے رب! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ نہایت سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنیوالوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنیوالا ہے۔(اللہ نے) فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنیوالا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارے میں تجھے علم نہ دیا گیا ہو، اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

(نوح نے) کہا، اے میرے رب! میں اس بارہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کے متعلق مجھے حقیقی علم حاصل نہ ہو اور اگر تو میری گذشتہ غفلت کو معاف نہ کرے اور رحم نہ کرے تو میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوحؑ کا یہ خیال تھا کہ اُس کا لڑکا اُسکے اہل میں شامل ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ اے نوحؑ ! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ بدعمل کرنیوالا ہے۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کو اپنے برگزیدہ نبی کی اس آرزو کا پتہ تھا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اس خواہش کو نظرانداز کر دیا کیونکہ اُس کی آرزو حقیقت کے برخلاف تھی۔اِن آیاتِ مبارکہ سے ہماری یہ راہنمائی بھی ہوتی ہے کہ اگر کوئی کسی نبی کا سگا بیٹا بھی ہو تب بھی اگر اُسکے اعمال بد ہونگے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں (لوگوں کی نظر میں بیشک ہو) اُس نبی کے اہل میں سے نہیں ہوگا۔

(۴) اجتہادی غلطی یا خواہش کی ایک اور مثال۔

اجتہادی غلطی کی ایک اور مثال کے طور پر میں یہاں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کو پیش کرتا ہوں۔یہ الہامی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی پر نازل ہوئی۔اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دو نشان عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔یعنی ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور دوسرا ''زکی غلام''۔اب اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ''لڑکے'' کی تو وضاحت فرمادی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' لیکن ''زکی غلام'' کی اللہ تعالیٰ نے کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کون ہوگا۔؟ آپؑ کا جسمانی بیٹا ہوگا یا کوئی روحانی بیٹا ہوگا۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا۔اب یہ آپؑ کی تمنا یا خواہش تھی کہ وہ زکی غلام میرا جسمانی بیٹا ہوگا۔لیکن ارادہ الٰہی میں زکی غلام سے مراد آپؑ کا کوئی روحانی فرزند تھا۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ''زکی غلام'' سے متعلق اپنے مرسل کی اس اجتہادی غلطی کو آپؑ پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں مبشر الہامات آپکی وفات تک نازل فرما کر درمیان سے اُٹھا دیا۔لیکن آپکی یہ اجتہادی غلطی آپؑ کے بعد بعض نفسانی لوگوں کے لیے ایک اِبتلا بن گئی۔میں یہاں پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کسی نبی یا رسول کا کسی معاملہ میں کوئی تمنا یا خواہش کرنا گناہ نہیں۔بلکہ یہ ایک بشری کمزوری ہے جس سے کوئی نبی بھی مبرا نہیں۔بعض اوقات اللہ تعالیٰ کچھ مصالح اور مخفی اغراض کی خاطر بھی اپنے انبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور اس طرح کوئی قول یا فعل سہو یا اجتہادی غلطی کی شکل پر اُن سے صادر کروا دیتا ہے اور اس طرح وہ حکمت جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ ظاہر فرمایا ہوتا ہے، ظاہر ہو جاتی ہے۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ وحی متلو کے ذریعہ اپنے نبی کی ایسی اجتہادی غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔بالکل یہی معاملہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں بھی ہوا۔بہرحال یہ تو ضمنی باتیں تھیں جو میں نے بیان کی ہیں۔میری اصل غرض لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ انبیاء یا رسل بھی جب کوئی تمنا یا خواہش کرتے ہیں تو ان کا نفس بعض اوقات درمیان میں دخل دے دیتا ہے۔

انبیائے کرامؑ کی اجتہادی غلطیوں اور خلیفہ ثانی کی غلطیوں میں فرق۔

یہ درست ہے کہ انبیائے کرامؑ کے ساتھ بھی بشری کمزوریاں جیسے سہو و خطا لگی ہوتیں ہیں۔جہاں تک انبیائے کرامؑ کی اجتہادی غلطیوں کا تعلق ہے تو اِن میں اُن کے شعور کا دخل نہیں ہوتا۔وہ دیدہ و دانستہ اور جان بوجھ کر کوئی غلطی نہیں کرتے۔مثلاً۔آنحضرت ﷺ نے ایک خواب دیکھی جس میں آپ ﷺ نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی جہاں کھجوروں کے بہت درخت تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا ہجر کی ہوگی لیکن بعد ازاں وہ مدینہ یعنی یثرب نکلا۔اب آنحضرت ﷺ کی یہ خواب تو سچی تھی لیکن تعبیر میں اجتہادی غلطی ہوگئی۔اسی طرح آپ ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی نازل ہوئی۔آپؑ نے اس الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو اپنا جسمانی لڑکا سمجھ کر الہامی الفاظ ''زکی غلام'' کیساتھ بریکٹ میں لفظ 'لڑکا' لکھ دیا۔یہ آپؑ کا اپنا ذاتی اجتہاد یا قیاس تھا۔لیکن علم الٰہی میں یہ زکی غلام آپؑ کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں تھا بلکہ آپکا روحانی فرزند تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کی اس اجتہادی غلطی کو اس طرح دور فرمایا کہ آپکی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد آپکی وفات تک آپؑ پر زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات نازل فرما تا رہا۔ان مبشر الہامات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی و مسیح کو بھی اور آپکے توسّط سے آپکی روحانی ذریت یعنی جماعت کو بھی یہ پیغام دیا کہ وہ زکی غلام تو ۶۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا اور اس طرح وہ زکی غلام میرے پیارے برگزیدہ بندے کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہوسکتا۔آپؑ نے بھی میثاق انبیاءؑ کے مطابق ہر مبشر الہام کو اپنی زندگی میں شائع فرما دیا۔اب میں نے جو دو عظیم انبیائے کرام کی اجتہادی غلطیوں کا ذکر کیا ہے اِن میں شعور یا نیت کا دخل نہیں تھا۔یہ غلطیاں جان بوجھ کر نہیں کی گئیں تھیں اور نہ ہی اِن اجتہادی غلطیوں کا مسائل دینیہ سے کوئی تعلق تھا۔صرف خواب یا الہام کی تعبیر میں ایک اجتہادی غلطی واقع ہوئی تھی۔

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب!۔جہاں تک خلیفہ ثانی کا تعلق ہے تو انہوں نے مسند اِقتدار پر بیٹھتے ہی جو کارنامے سرانجام دیئے ہم انہیں اجتہادی غلطی تو کجا غلطی بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ تو سنگین جرائم تھے جن کے وہ مرتکب ہوئے۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے '' ۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔'' مصلح موعود کے ظہور کے بعد وہ کونسے مجرم تھے جن کی نشاندہی ہونی تھی۔؟ کیا وہ خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشین اور اُس کے بنائے ہوئے غیر اسلامی نظام کے عہدیدار نہیں تھے۔؟ خلیفہ ثانی کو اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو برقرار رکھنے کیلئے ایک آمرانہ اور غیر اسلامی نظام جاری کرنا پڑا، ورنہ ایک سچے مصلح موعود کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ایسا فرعونی نظام لوگوں پر مسلط کرتا جو اُنکی

زندگیوں کواجیرن بنادیتا۔؟ افراد جماعت اُسے مہدی و مسیح موعود اور ایک برگزیدہ نبی کا بیٹا سمجھ کر اُس سے عقیدت کرتے رہے لیکن اُس نے مذہب کے بھیس میں وہ مکاریاں کیں جن کی تاریخ مذہب میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ لفظ مکار کا مطلب ہے مکر کرنیوالا، فریبی، دغاباز، دھوکے باز اور عیّار۔ کیا خلیفہ ثانی نے یہ سب کام نہیں کیے۔؟ ضرور کیے ہیں۔ اُس نے ایک جھوٹا دعویٰ کر کے دانستہ طور پر قسمیں کھا کر افراد جماعت کے مذہبی اعتقادات کو خریدا اور انہیں ورغلایا اور گمراہ کیا اور ہماری جماعتی تاریخ میں اپنی مذہبی سلطنت کو توسیع دینے کیلئے انہوں نے اللہ کے نام کا بے دریغ استعمال کیا۔ بیشک ایسے لوگ اصلاح کے نام پر فساد برپا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی درج ذیل الفاظ میں نشان دہی فرمائی ہے۔ وہ فرماتا ہے:۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ہ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَ لٰکِنۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ ہ (بقرہ۔۱۲،۱۳) اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم مصلح ہیں۔ خبردار! یقیناً یہی لوگ فسادی ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔

خلیفہ ثانی کے فسادات۔ خلیفہ ثانی کے فسادات تو بہت زیادہ ہیں لیکن میں یہاں اُسکے بڑے بڑے جرائم کی نشاندہی کرتا ہوں:۔

(۱) ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود (۲) اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو برقرار رکھنے کیلئے ایک آمرانہ اور غیر اسلامی نظام کا اِجرا (۳) مذہبی اقتدار یعنی خلافت کی خاطر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی محبوب جماعت کو دولخت کرنے سے بھی گریز نہ کرنا (۴) افراد جماعت سے آزادی ضمیر سَلب کر لینا (۵) ایک آزاد اور مقتدر عدلیہ کی بجائے ایک نام نہاد قضاء کا قیام۔ (نوٹ۔ جو قضاء کا نظام جاری کیا ہوا ہے اس کا کام صرف دکھاوے کے طور پر افراد جماعت کے درمیان مالی امور کے تصفیہ کیساتھ ساتھ عملاً دراصل خلفاء اور نظامی عہدیداروں کے حقوق، اختیارات اور مراعات کا تحفظ کرنا ہے۔ جرمنی کے جماعتی نظام نے یہاں کیل میں ایک دوست کا بغیر کسی معقول وجہ کے اخراج کر دیا۔ اُس نے ہر متعلقہ جماعتی ادارے کو خطوط لکھے اور ساتھ ہی اُس نے قضاء بورڈ جرمنی کو بھی ایک خط لکھا کہ مجھے نظام جماعت جرمنی نے بغیر کسی معقول وجہ کے جماعت سے خارج کر دیا ہے۔ میں اپنا یہ مقدمہ آپکی قضاء میں داخل کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ مجھے انصاف دلاسکیں۔ جواب میں نائب صدر قضاء بورڈ نے لکھا کہ ''کسی عہدیدار کیخلاف اس قسم کی درخواست کی سماعت نہیں کی جاتی ہے۔'' اب یہ کیسی قضاء ہے جو کسی مظلوم احمدی کو انصاف بھی نہیں دلاسکتی۔؟ اگر کوئی اس کا ثبوت دیکھنا چاہے تو اُسے دکھایا جاسکتا ہے۔ (۶) سیاسیات میں عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ اب تک جتنے بھی سیاسی نظام وضع کیے گئے ہیں اُن میں سب سے بہتر جمہوریت ہے اگرچہ اس نظام میں بھی خامیاں ہیں۔ لیکن خلیفہ ثانی نے تو اس ناقص جمہوریت سے بھی افرادِ جماعت کو محروم رکھا۔ عام طور پر دکھاوے کے طور پر عہدیداروں کے انتخاب ضرور کروائے جاتے ہیں۔ لیکن انتخاب کے بعد یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ امیدوار کامیاب قرار دیا جائے گا جس کی منظوری مرکز سے آئے گی اور وہ آپ میں سے سب سے کم ووٹ لینے والا بھی ہوسکتا ہے۔ کیا یہ جمہوریت تھی یا کہ افرادِ جماعت کیساتھ ایک فریب تھا۔؟ (نوٹ۔ خاکسار اُس اسلامی اور فلاحی نظام کو ترجیح دیتا ہے جسکا عملی مظاہرہ آنحضرت ﷺ اور آپکے خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ آج بھی اگر ہمیں ایسے ہدایت یافتہ وجود مل جائیں تو ایسا اسلامی نظام آج بھی جاری ہوسکتا ہے۔)

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو ۔ اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(۷) مجلس شوریٰ کی بجائے اپنی مرضی کے تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار ملازموں کی مجلس انتخاب بنا کر خاندانی خلافت کا قیام کرنا (۸) افرادِ جماعت پر اُنکی طاقت سے بڑھ کر چندوں کا بوجھ لاد دینا (۹) دعاوی کرنا مساوات محمدی کے لیکن عملاً زندہ تو کیا قبرستانوں میں بھی قطعات خاص بنا کر مُردوں میں بھی تفریق پیدا کر دینا (۱۰) جماعت کے مالی معاملات میں خُرد بُرد اور بدعنوانیاں کرنا (۱۱) سادہ مکان کی بجائے خلافتی قصر تعمیر کرنا (۱۲) اسیری کو پختہ کرنے کیلئے افرادِ جماعت کو مختلف طبقات (۱) ناصرات الاحمدیہ (۲) اطفال الاحمدیہ (۳) خدام الاحمدیہ (۴) لجنہ اماء اللہ (۵) انصار اللہ میں تقسیم کر کے جماعتِ احمدیہ کو عملاً انسانوں کا چڑیا گھر بنا دیا۔ یہ نادر خیال نہ بانئے سلسلہ کو سُوجھا اور نہ خلیفہ اوّل کو (۱۳) نظام جماعت اور فروعی معاملات میں اختلاف پر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت سے اَخراج اور مقاطعہ کی سزا دینا۔ جہاں تک اِس عاجز کے منشور اور اِصلاحی ایجنڈے کا تعلق ہے تو میں قرآن مجید کی تعلیم اور خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں اِن سب برائیوں اور ظلموں کا جماعت احمدیہ میں سے قلع قمع کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب!۔ یہ یاد رہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ آپؑ ''وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ط اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اِسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں (الجمعہ:۴) کے مطابق آنحضرت ﷺ کے کامل ظِل تھے اور آپؑ کا روحانی مقام نہایت ارفع تھا۔ لیکن برخلاف اسکے اس عاجز کا تو دعویٰ ہی غلام مسیح الزماں ہونے کا ہے۔ لہٰذا میری عرض ہے کہ غلام کے دعویٰ کی آزمائش آقا کے دعویٰ کی طرح نہیں ہونی چاہیے۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہم اپنی روزمرّہ زندگی میں بھی یہ کہتے ہیں کہ استاد، استاد ہوتا ہے اور شاگرد، شاگرد۔ لہٰذا شاگرد کا استاد سے موازنہ چہ معنی دارد۔؟ بلکہ یہاں تو نزاع ہی ایک پیشگوئی کے متعلق

ہے۔ یہ پیشگوئی بانئے سلسلہ کے بیٹے نے غلط طور پر اپنے اوپر چسپاں کر لی اور ایک جبری نظام کے ساتھ اپنا غلط دعویٰ مصلح موعود افرادِ جماعت سے منوایا۔

اب تک جو دلائل دیئے گئے ہیں اِن سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ بانئے جماعت کا کوئی بھی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتا اور اس طرح خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔ نہ صرف یہ کہ خلیفہ ثانی جھوٹا تھا بلکہ وہ آئندہ جماعت احمدیہ میں ظاہر ہونیوالے مصلح موعود کی وجہ بھی بننے والا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر مصلح موعود کون ہے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ وہ غلام مسیح الزماں جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو عنایت فرمائی تھی اس بشارت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے میرے وجود میں پورا فرمایا ہے۔ یہاں آپ یا کوئی اور احمدی سوال کر سکتا ہے کہ اگر خلیفہ ثانی کا ساٹھ (۶۰) سالہ دعویٰ مصلح موعود غلط ہو سکتا ہے تو پھر آپ (یعنی اس عاجز) کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت کے قرائن کیا ہیں۔؟

جناب من!۔ دراصل تمام ثواب کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو بعض قرائن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اسکے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تو ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ’’ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ‘‘ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پردہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر کُلِّیَۃً مکشوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا حق و باطل میں فرق کرنے کے لیے یہ کافی ہوتا ہے کہ چند قرائن جو وجہ تصدیق بن سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ اس سلسلہ میں ہر متلاشی حق کے لیے میں حضورؑ کی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام پڑھنے کی سفارش (recommend) کرتا ہوں۔ افرادِ جماعت کیلئے اِس کتاب روحانی خزائن جلد ۵ ’’ آئینہ کمالاتِ اسلام ‘‘ کے صفحات ۳۲۶ تا ۳۵۷ تک پڑھ لینا کافی فائدہ مند رہے گا۔ درج ذیل سطور میں اب وہ قرائن درج کیے جاتے ہیں جو میرے صدق کی گواہی دے رہے ہیں۔

مصلح موعود کیلئے قرائن۔

قرینہ نمبر ۱۔ کسی پیشگوئی کے متعلق کسی غلط عقیدے کو جھٹلانے کی توفیق انہی لوگوں کو ملا کرتی ہے جو بذاتِ خود اُس پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہیں۔ وفات مسیح کو قرآن سے ثابت کرنے کے بعد حضرت مرزا غلام احمدؑ کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود بخود قابلِ غور بن گیا تھا۔ اسی طرح آج بھی یہی معاملہ ہے۔ جب خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود ہی غلط تھا تو پھر وہ موعود زکی غلام جس کا الہامی پیشگوئی میں ذکر موجود ہے آخر کوئی انسان تو ہے کیونکہ الہامی پیشگوئی تو بہر حال قطعی طور پر سچی ہے۔ آج بھی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلانے کی توفیق دی ہے وہی دراصل پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہے۔ خلیفہ ثانی کے الہامی پیشگوئی کے دائرہ سے آؤٹ ہو جانے کے بعد خاکسار کا دعویٰ مصلح موعود خود بخود قابل غور بن جاتا ہے۔

قرینہ نمبر ۲۔ جیسا کہ میں نے اپنے بعض مضامین میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ جس زکی غلام کی خبر حضورؑ کو الہامی طور پر دی گئی تھی وہ یقیناً حضورؑ کے بعد اگلی صدی کا موعود مصلح یا مجدد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسکے مطابق اس موعود مصلح نے پندرھویں صدی میں ظاہر ہونا تھا۔ چودھویں صدی کے مجدد بلکہ مجدد اعظم تو خود حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ خلیفہ ثانی چودھویں صدی میں پیدا ہوئے خلیفہ بنے اور دعویٰ مصلح موعود کیا اور اس چودھویں صدی کے اختتام سے قریباً پندرہ سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔ وہ پندرھویں صدی کے مصلح موعود کیسے ہو سکتے تھے۔؟ ثانیاً۔ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا چودھویں صدی کے مجدد اعظم، مسیح موعودؑ اور اللہ کے نبی کی تجدید و اصلاح اتنی ناقص تھی جو اسی صدی میں کسی دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی۔؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث کر سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ ہر گز نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ ہر گز نہیں۔

قرینہ نمبر ۳۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ ☆ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔ ☆ (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹) وہ بابرکت سجدہ جس کی خاکسار کو توفیق بخشی گئی اور اس کا میں اپنی کتاب میں بھی

ذکر کر چکا ہوں۔اس سجدہ میں ہی میری حالت بدل گئی اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ ''میں تجھے اب علم دونگا اور تو لوگوں کو لا جواب کر دے گا۔'' میں نے اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور وعدہ خلیفہ رابع کے دور میں انکے آگے رکھا تھا اور آج بھی جماعت کے آگے رکھتا ہوں۔مذہبی اعتبار سے میرے ایسے ان پڑھ کا ایک عالموں کی جماعت کے آگے اتنا بڑا چیلنج کیا نفسانی دھوکہ ہوسکتا ہے۔؟ اگر ہوسکتا ہے تو اتنا بڑا چیلنج جماعت کا کوئی بڑا عالم یا ان کا کوئی خلیفہ بھی کر کے دکھا دے۔؟ اور اگر اتنا بڑا چیلنج نہیں کر سکتا تو کم از کم میرے مقابلہ پر آ کر دلیل کیساتھ میرے دعویٰ کو ہی جھٹلا کر دکھا دے۔؟ جماعتی علماء کا میرے مقابلہ پر نہ آنا بتا رہا ہے کہ یہ عاجز کُلِیَۃً حق پر ہے اور خلیفہ ثانی نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کو ایک سنگین غلطی اور ابتلا میں مبتلا کر دیا تھا۔علم اور معرفت میں کمال کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' بخشا ہے۔دنیا کا کوئی بھی عالم یا فلسفی میرے مقابل پر آ کر میرے اس ''اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ'' کو جھٹلا کر دکھائے۔

قرینہ نمبر ۴۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے جب میری کایا پلٹ دی تو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے مصداق ہونے کی خبر بھی دیدی۔عجیب بات ہے کہ بہت سارے انکشافات اللہ تعالیٰ نے مجھ تک بذریعہ خلیفہ رابع پہنچائے۔اِس کی تفصیل میری کتاب اور میرے مضامین میں موجود ہے۔خاکسار یہاں نمونہ کے طور پر خلیفہ رابع کے صرف چند اشعار پیش کرتا ہے اور ایڈمنسٹریٹر صاحب! آپ سے بھی اور آپکے ذریعہ دیگر افرادِ جماعت سے بھی یہ سوال کرتا ہے کہ کیا اِن اشعار میں افرادِ جماعت کو ''غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' کے مبعوث ہونے کی خبر نہیں دی جا رہی تھی۔؟

دوگھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی ۔ آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رخ پلٹ جائے گا، رت بدل جائے گی

(سوال نمبر ۱) وہ کونسا مومن تھا جس کی آہ سے ٹکرا کر طوفان کا رخ پلٹنے اور رُت بدلنے والی تھی۔؟

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

(سوال نمبر ۲) یہ ''مردِ حق'' کی دعا کون تھی جو سحر کی ناگنوں کو نگلنے والی تھی۔؟

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

(سوال نمبر ۳) یہ ''غلام مسیح الزماں'' جس کے ہاتھ اُٹھنے سے بیمار زمانہ شفاء پانے والا تھا، کون تھا۔؟

''کلیدِ فتح و ظفر'' تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

(سوال نمبر ۴) یہ موعود الہامی ''کلیدِ فتح و ظفر'' کون تھی۔؟ اِن سوالات کے جوابات میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے باب ''امام وقت کی حیرت انگیز بشارات'' میں موجود ہیں۔

قرینہ نمبر ۵۔ الہامی پیشگوئی میں موعود زکی غلام کی بہت ساری علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکور تمام کی تمام علامات اسکے وجود میں پوری ہو جائیں۔اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن اس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کر دے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس موعود شخص پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔یہ زمانہ مدعی کیلئے بھی اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی اِبتلاء کا زمانہ ہوتا ہے۔لیکن جب مومنین اور منکرین کے دو پختہ گروہ بن جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندے کی باقی ماندہ علامات بھی پوری فرما دیتا ہے۔ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ آغاز میں پیشگوئی کی مرکزی علامات ضرور پوری ہونی چاہیے۔بلا شبہ آغاز میں اللہ تعالیٰ سچے مدعی میں یہ مرکزی علامتیں ضرور پوری فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی سلوک خاکسار سے بھی فرمایا ہے۔آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات مجھ میں پوری فرما دی تھیں اور ان مرکزی علامات کو ہی میں بطور الہامی ثبوت کے پیش کر رہا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں۔

☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مظہر الاول والاخر۔مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔☆

میرا الہامی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' انہیں مرکزی علامات سے مُنضَبِط ہوا ہے۔کیا کوئی احمدی یا کوئی بھی صاحب علم اس الہامی ثبوت کو جھٹلا کر دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرینہ نمبر ٦۔ ۲۰۔فروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی کی علامات بتا رہی ہیں کہ ''زکی غلام'' مثیلِ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ ہے۔اس مماثلت کا ذکر میں اپنے مضمون بعنوان ''حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت'' میں کر چکا ہوں۔اپنے حالات و واقعات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے میری تو ہر لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ سے مماثلت ثابت کر دی ہے۔اس مماثلت میں کیا خلیفہ ثانی کو بھی کوئی حصہ ملا تھا۔؟ قطعاً نہیں۔اس مماثلت سے حصہ ملنا تو درکنار، آنیوالے زکی غلام کو مثیلِ مسیح ابن مریمؑ بنانے میں

خلیفہ ثانی کا بڑا عمل دخل ہے۔ نہ وہ غلط دعویٰ کرتے اور نہ اس کا راستہ روکنے کیلئے ایک فرعونی نظام بناتے اور نہ آنیوالا مثیلِ مسیح ابن مریمؑ بن سکتا۔ لیکن یہ سب کچھ ہونا تھا اور ہوا۔

قرینہ نمبر ۷۔ ہر زمانے میں انبیاء اور مصلحین کا اُنکے دعاوی کے بعد اخراج اور مقاطعہ کیا جاتا رہا ہے۔ یہ ہتھکنڈے کفار کے مومنین کے خلاف ہوتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی کہ کسی برگزیدہ نبی اور مصلح نے دعویٰ کیا ہوا اور اُسکے ماحول کے مذہبی پنڈتوں اور دوکانداروں نے اس کا اخراج اور مقاطعہ نہ کیا ہو۔؟ اگر کوئی ایسا مصلح ہوتا تو وہ صرف اور صرف آمنہ کے لال ﷺ ہوتے کیونکہ بچپن سے ہی آپکے بدترین دشمنوں نے بھی آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کی گواہی دے رکھی تھی۔ کیا خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد ان کا بھی اخراج اور مقاطعہ ہوا تھا۔؟ حضرت مہدی معہود و مسیح موعودؑ پر تو آپکے دعویٰ کے بعد پہلے کفر کا فتویٰ لگا۔ بعد ازاں اِخراج از اسلام کے بعد آپؑ کا اور آپکے اصحابؓ کا مقاطعہ بھی کیا گیا۔ باپ اور بیٹے میں وہ کیا فرق تھا جس کی بدولت خلیفہ ثانی کا نہ تو اِخراج ہوا اور نہ ہی مقاطعہ اور نہ ہی آپ پر کوئی کفر کا فتویٰ لگا۔؟ میرے خیال میں فرق یہ تھا کہ باپ سچا مہدی و مسیح موعود تھا جبکہ بیٹے کا دعویٰ مصلح موعود ہی جھوٹا تھا۔ بیٹا تو خود جماعت احمدیہ میں اِخراج اور مقاطعہ کی سزاؤں کا آغاز کرنیوالا تھا۔ اور یہ سزائیں ہی تو تھیں جن کی بدولت اس نے اپنا جھوٹا دعویٰ اپنے مریدوں سے منوایا تھا۔ انبیاءؑ اور مصلحین کی اس سنت کے مطابق میں بھی اور میرے اہل و عیال بھی آج محمودی نظام کی طرف سے اِخراج اور مقاطعہ کی سزاؤں کی اذیت سے گزر رہے ہیں کیونکہ ہم سچے ہیں۔ میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میری صداقت کے قرائن سے بھرے پڑے ہیں لیکن بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ؎ صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں ۔ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

انبیاء اور رسولوں کا سلسلہ۔

رسول عربی کا لفظ ہے اور اسکے لغوی معانی (۱) بھیجا ہوا (۲) پیغام بر یا پیام بر (۳) قاصد یا ایلچی کے ہیں۔ رسول اور نبی کے معانی یکساں ہیں۔ جو رسول ہو وہ نبی بھی ہوتا ہے اور اسی طرح جو نبی ہو وہ رسول بھی ہوا کرتا ہے۔ رسول یا نبی دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) شرعی (۲) غیر شرعی۔ شرعی رسول یا نبی وہ ہوتے ہیں جو کتاب اور شریعت کیساتھ مبعوث ہوتے ہیں جبکہ غیر شرعی اپنے مُطاع یعنی صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی کی پیروی، اطاعت اور غلامی میں اُسکی کتاب اور شریعت کی تجدید کیلئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہتے ہیں۔ رسولوں کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک جاری و ساری ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ انسان چونکہ کمزور ہیں کیونکہ اُن کیساتھ نفس لگا ہوا ہے۔ یہ نفس انسان کو بڑے جوش کیساتھ بُرائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ اس لیے جیسے جیسے صاحب کتاب نبی کا زمانہ دور ہوتا جاتا ہے مصفّا الٰہی تعلیم میں کمی بیشی واقع ہوتی رہتی ہے۔ الٰہی تعلیم میں اس کمی بیشی کو دور کرنے کیلئے رسولوں کا یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں تخلّف ممکن نہیں۔ اُمت محمدیہ میں کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی لگ گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں لہذا اب آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ اگرچہ بظاہر کامل الٰہی کتاب یعنی قرآن مجید کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کی ضرورت نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کچھ لوگوں نے ختم نبوت ایسا غلط عقیدہ گھڑ لینا تھا لہذا اس غلط عقیدے کی بیخ کنی کیلئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ عملاً آنحضرت ﷺ کے بعد اور آپ ﷺ کی پیروی اور غلامی میں کسی خوش قسمت اُمتی کو نبی اور رسول بنا کر بھیجتا تا ختم نبوت کی یہ غلطی دور ہو جاتی۔ بعد ازاں اِس خوش قسمتی کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کا مبارک وجود چُن لیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ بلاوجہ کسی نبی یا رسول یا مصلح یا مجدد کو نہیں بھیجتا بلکہ لوگ خود ہی اِس کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپؑ کی جسمانی اولاد نے کیا کرنا ہے۔؟ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اُسکی جسمانی اولاد نے مہدی و مسیح موعودؑ کی ’’مجدد الف آخر‘‘ ہونے کی اصطلاح کا جواز بنا کر اور اپنی نام نہاد انتخابی خلافت کو خلافت علیٰ منہاج نبوت قرار دے کر آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق جاری ہونے والی اُس تجدیدی نعمت (سلسلہ مجددین) کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرنی ہے جسے کم از کم حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے بگڑے ہوئے مولویوں نے بھی ختم کرنے کا سوچا نہیں تھا۔ بعد ازاں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد نے اپنے وقت پر یہ کام کر دکھایا۔ میرا افرادِ جماعت سے سوال ہے کہ کیا خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے یہ باطل عقیدہ اختیار نہیں کیا تھا کہ خلیفہ کے ہوتے ہوئے کسی مجدد نے نہیں آنا اور نہ ہی کسی مجدد کی ضرورت ہے۔؟ جواباً عرض ہے کہ میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد نے یہ سنگین جُرم ضرور کیا ہے اور یہ وہی جُرم اور غلطی تھی جس کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اوائل ہی میں حضرت مرزا صاحبؑ کو ایک مصلح موعود کا وعدہ بخشا تھا۔ حضرت صاحبؑ کا لڑکا مرزا بشیر الدین محمود احمد اتنا مکار نکلا کہ اُس نے وقت سے پہلے ہی ’’نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری‘‘ کے مطابق نہ صرف مصلح موعود سے متعلق الہامی پیشگوئی کو جھوٹے طور پر اپنے اوپر چسپاں کر لیا بلکہ مصلح موعود (زکی غلام مسیح الزماں) کے دیگر القابات (مثلاً قمر الانبیاء، نافلہ موعود وغیرہ) بھی اپنے گھر میں ہی بانٹ لیے اور اس طرح جمع تفریق کرکے پیشگوئی مصلح موعود کا حساب کتاب اپنے گھر میں پورا کر لیا۔ لیکن کہتے ہیں ’’جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے‘‘۔ آج اس مضمون میں وہی مصلح موعود بول رہا ہے جسے خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے ختم کرنے کی

پوری کوشش کی تھی۔

میں بات کر رہا تھا رسولوں کے سلسلہ کے جاری وساری ہونے کی۔اُمت محمدیہ میں جن لوگوں کے ذہن میں ختم نبوت ایسا غلط عقیدہ پیدا ہوا یا پیدا کر دیا گیا، میں اُنکی توجہ قرآن مجید کی چند آیاتِ مبارکہ کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اُمتِ محمدیہ کو ایک عظیم الشان دعا سکھائی ہے اور ہم روزانہ ہر نماز ہر رکعت ہر سنت اور ہر نفل میں بلکہ چلتے پھرتے بھی یہ عظیم دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں ہدایت دے سیدھے راستے کی طرف۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ......یعنی اُن لوگوں کے راستہ کی طرف جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔اور اس منعم علیہ گروہ کی وضاحت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دوسری جگہ فرمادی ہے۔قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق یہ منعم علیہ گروہ ! انبیاء،صدیقین،شہداء اور صالحین پر مشتمل ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۲)''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا ہ (النّسآء:۷۰)ترجمہ۔اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۳)''يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْکُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔'' (اعراف:۳۶)ترجمہ۔اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اِن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

یہاں میرا سوال ہے کہ کیا ہم بنی آدم میں شامل نہیں۔؟ ضرور شامل ہیں۔کیا کوئی قرآن مجید کی اِن متذکرہ بالا آیات مبارکہ کو جھٹلا یا منسوخ کر سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔یہ آیات مبارکہ اس اَمر کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اُمت محمدیہ میں رسولوں کا یہ سلسلہ تا قیامت ضرورت کے مطابق جاری رہے گا۔اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کو اس منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کیلئے ایک عظیم الشان دعا سکھلائی تھی لیکن اسکے باوجود اُمت محمدیہ کے کچھ بدبخت لوگ ایک صدی قبل اپنے زُعم میں نبوت کی نعمت کو ختم کر بیٹھے اور اب رہی سہی کسر جماعت احمدیہ کے کچھ بدبخت افراد نے مجددیت کا خاتمہ کر کے نکال دی ہے۔ایسے منفی عقائد ایجاد کرنیوالے سب مایوس لوگ تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گمراہوں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔''قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ہ'' (الحجر:۵۷)ترجمہ۔اُس (حضرت ابراہیمؑ) نے کہا اور گمراہوں کے سوا اپنے ربّ کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔اسی طرح دوسری جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔''قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط'' (الزمر:۵۴) تُو کہدے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر ظُلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

انبیاء اور رسولوں میں فضیلت۔

یادر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاءؑ اور رسولوں کو اپنے بعض دیگر انبیاء اور رسولوں پر فضیلت بخشی ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔''تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط...'' (البقرہ:۲۵۴)ترجمہ۔یہ رسول وہ ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی تھی۔اِن میں سے بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا۔اور اُن میں سے بعض کے درجات بلند کیے اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلے کھلے دلائل دیئے تھے اور روح القدس کے ذریعہ سے اُسے طاقت بخشی تھی۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔''وَ رَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ہ'' (بنی اسرائیل:۵۶)ترجمہ۔اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں انہیں تمہارا ربّ زیادہ جانتا ہے اور ہم نے یقیناً انبیاء میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو ہم نے زبور دی تھی۔

لیکن رسالت کے ایک دوسرے مفہوم یعنی پیغام بر یا پیام بر ہونے کے لحاظ سے یہ سارے رسول برابر ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے درمیان بھی ہم فرق نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔''...لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ...'' (البقرہ:۲۸۶)ترجمہ۔ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔''وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ہ (نساء:۱۵۳)ترجمہ۔اور جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لے آئے اور اُنہوں نے اِن میں سے کسی ایک کے درمیان تفریق نہیں کی۔وہ لوگ ایسے ہیں

کہ وہ انہیں جلد ہی ان کے اجر دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے۔

ایک وضاحت۔

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد مہدی و مسیح موعودؑ تک جتنے مجددین بھی تشریف لائے تھے اِن میں سے بعض نے تو مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور بعض نے نہیں بھی کیا۔ میرے خداداد فہم کے مطابق یہ سارے مجددین صاحب الہام تھے اور اس طرح رسول اور نبی کی لُغوی تعریف کے مطابق نبیوں اور رسولوں میں شامل تھے۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث کہ ''میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونگے'' کا بھی یہی مطلب تھا۔ یہ سب علماء خود کھڑے نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وقتاً فوقتاً بغرض تجدید کھڑا کیا تھا۔ اسکے باوجود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے پہلے کسی مجدد نے رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ وہ ایسا کر سکتا تھا اور نہ اُسے کوئی ایسا حکم تھا۔ اُمت محمد یہ میں نبوت یا رسالت کی عظیم الشان نعمت اللہ تعالیٰ نے صرف ایک اُمتی فرد کیلئے مقرر کر رکھی تھی اور وہ مبارک وجود تھا حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کا اور یہ نعمت بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی، اطاعت اور پیروی میں اُمتی یا غلام یا ظلی نبوت و رسالت تھی۔ جہاں تک خاکسار کے دعویٰ کا تعلق ہے تو میرا دعویٰ صرف اور صرف غلام مسیح الزماں ہونے کا ہے۔ اپنے غلام کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔ علاوہ اسکے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وحی میں اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں کو بہت سارے القابات سے نوازا ہے اور ان کا ذکر خاکسار اپنے دیگر مضامین میں کر چکا ہے۔ یقیناً غلام مسیح الزماں کے بعد بھی ضرورت کے مطابق مجددین کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس میں تخلّف ممکن نہیں۔

ایک عمومی غلطی کی نشاندہی۔

قریباً ایک صدی قبل ہندوستان میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ظاہر ہوئے۔ ابتداء میں آپؑ کے دعویٰ کی مولویوں اور سجادہ نشینوں نے بہت مخالفت کی۔ اس مخالفت میں مولوی محمد حسین بٹالوی پیش پیش تھے۔ اُس نے تمام ہندوستان میں چکر لگا کر تمام علماء سے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے خلاف ایک متفقہ فتویٰ کفر تیار کروایا اور اسکی مسلمانوں میں خوب تشہیر کی۔ ایک عمومی غلطی جس کی طرف میں لوگوں کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تب سے لے کر آج تک بعض مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ ''ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ ہم اسلام کے سبھی ارکان اور احکام پر عمل کرتے ہیں لہذا ہمیں کسی مہدی اور مسیح پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔؟ اگرچہ حضرت مرزا صاحبؑ کی بعثت سے پہلے امت مسلمہ بڑے شدّ ومدّ سے مہدی کے ظہور کے ساتھ مسیح کے نزول کا انتظار کر رہی تھی لیکن جب وہ اُمتِ مسلمہ کے عقیدے کے برخلاف ہندوستان میں قادیان ایسی گمنام بستی میں ظاہر ہو گیا تو اُمت کی بھاری اکثریت نے اُس کا انکار کر دیا۔ یاد رہے کہ کسی نبی پر ایمان تب مکمل ہوتا ہے جب ہم اُس نبی کی وحی اور اُس وحی کی روشنی میں جو وہ ہمیں تعلیم دیتا ہے اِس سب پر کلی طور پر ایمان لائیں۔ اگر کوئی پیروکار اپنے نبی کی بعض باتوں پر تو ایمان لے آئے اور بعض کا انکار کر دے تو ایسا ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز مقبول نہیں ہوگا۔ ہمارا ایمان تب مکمل اور مقبول ہوگا جب نہ صرف اُس نبی کی وحی پر بلکہ اُس وحی کی روشنی میں جو وہ ہمیں تعلیم اور آئندہ زمانہ کے متعلق ہمیں خبریں دے گا اُس سب پر ایمان لایا جائے گا۔

یہاں میرا سوال ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی اُمت کو مہدی اور مسیح کے نزول کے متعلق ایک پیش خبری دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ جب وہ موعود ظاہر ہو تو اگر تمہیں برف پوش چوٹیوں پر گھٹنوں کے بل چل کر بھی اُس تک پہنچنا پڑے تو تم ضرور اُس تک پہنچنا۔ اُسکی بیعت کرنا اور اُسے میرا اسلام پہنچانا۔ بعدازاں جب وہ مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا اور اُسکی سچائی کی گواہی کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ ہی کے فرمان کے مطابق ماہ رمضان کے مخصوص آیام میں کسوف وخسوف کا نشان بھی آسمان پر ظاہر فرما دیا تو پھر ایسے سچے مہدی و مسیح موعودؑ کا انکار کر کے خواہ ہم کتنی بھی عبادتیں کریں ہمارا آنحضرت ﷺ پر ایمان کس طرح مکمل ہو سکتا ہے۔؟ اپنے آقا کی پیشگوئی کے مطابق آنیوالے موعود غلام کا انکار کر کے ہمارا اپنے آقا پر ایمان کس طرح مکمل ہو سکتا ہے۔؟ لیکن اِسکے باوجود اگر کوئی بضد ہے اور کہتا ہے کہ اس طرح ہمارا ایمان مکمل ہو جاتا ہے تو میں اُسے صرف یہی کہوں گا کہ!

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

امر واقعہ یہ ہے کہ کسی نبی کے غلام کا انکار کر کے اُس غلام کے آقا پر ایمان نہ صرف نامکمل ہوگا بلکہ مقبول بھی نہیں ہوگا۔ آجکل یہی معاملہ افرادِ جماعت احمدیہ کو بھی درپیش ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مہدی و مسیح موعودؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک مفصل الہامی پیشگوئی سے نوازا تھا۔ اس الہامی پیشگوئی میں آپؑ کو ایک زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی جس نے بعدازاں آپکی جماعت میں ظاہر ہونا تھا۔ اس غلام مسیح الزماں کو آپؑ نے مصلح موعود کا خطاب دیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُس غلام مسیح الزماں کو جماعت میں ظاہر فرمائے گا تو افراد جماعت پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق اُس موعود غلام مسیح الزماں پر ایمان لائیں کیونکہ اپنے آقا

حضرت مہدی ومسیح موعودؑ پر اُن کا ایمان تبھی مکمل ہوگا جب وہ اُسکے موعود غلام پر بھی ایمان لائیں گے۔لیکن شومئی قسمت دیکھئے کہ آج افرادِ جماعت کو بھی وہی پُرانا مرض لاحق ہو چکا ہے جو ایک صدی قبل اُمت مسلمہ کو لاحق ہوا تھا۔وہ یہ کہ نظام جماعت کے مربیان انہیں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ ہم نے مہدی ومسیح موعودؑ کو مان لیا ہے اور اُسکی جماعت میں داخل ہیں اب ہمیں کسی غلام کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔؟ میں یہاں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح اُمت مسلمہ کا اپنے آقا آنحضرت ﷺ پر ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا تھا جب تک وہ آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ ﷺ کے غلام یعنی حضرت مہدی ومسیح موعودؑ پر ایمان نہ لاتی اسی طرح آج افرادِ جماعت احمدیہ کا ایمان بھی اپنے آقا مہدی ومسیح موعودؑ پر اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ غلام مسیح الزماں پر ایمان نہ لائیں۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ ہمارے پاس الٰہی کتاب ہے تو ہمیں کسی مہدی، مسیح یا کسی غلام مسیح الزماں پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ بروز قیامت جب اللہ تعالیٰ اُمتوں سے بحثیت مجموعی حساب کتاب لے گا تو اُس وقت اُن کی کتاب اُنکے آگے رکھ دی جائے گی۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

”وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ہ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا ط اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ (الجاثیۃ:۲۸۔۲۹) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے اور جس وقت موعودہ گھڑی آئے گی اُس دن جھوٹ بولنے والے بڑے خسارہ میں ہوں گے۔اور تُو ہر ایک اُمت کو دیکھے گا کہ وہ زمین پر گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی۔ہر ایک قوم کو اپنی کتاب کی طرف بُلایا جائے گا۔اس دن تم کو تمہارے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔

لیکن جب لوگ اپنی اپنی جزا سزا اُسن لیں گے تو جنتی لوگوں کو تو جنت کی طرف دھکیل کر لے جایا جائے گا۔اور سزا یافتہ لوگ جب جہنم کے دروازے پر پہنچیں گے تو اُس وقت یہ لوگ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ آپ اپنے رب کو پکارو کہ وہ عذاب کا کچھ وقت تو ہم سے کم کرے۔؟ اُس وقت جہنم کے داروغے انہیں یہ نہیں کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب نہیں تھی یا تم نے نمازیں، روزے، زکوۃ اور حج کیوں نہیں کیے تھے بلکہ وہ اُن سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہاری ہی قوم میں سے کوئی رسول نہیں آیا تھا۔؟ وہ سب کہیں گے کہ ہاں رسول تو ضرور آیا تھا لیکن ہم نے اُس کا انکار کر دیا تھا۔اس پر جہنم کے داروغے انہیں کہیں گے کہ اب تم جتنا چاہو پکارتے چلے جاؤ۔تمہاری پکار ضائع ہی جائے گی۔جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ط حَتّٰٓى اِذَا جَآئُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآئَيَوْمِكُمْ هٰذَا ط قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ہ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ہ (الزمر:۷۲۔۷۳) اور کافروں کو جہنم کی طرف گروہ درگروہ بنا کر ہنکایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان (کافروں) سے اس (جہنم) کے داروغے کہیں گے۔کیا تمہاری طرف تمہاری ہی قوم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہارے سامنے تمہارے ربّ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے اور آج کے دن کی ملاقات سے تم کو ہوشیار کرتے تھے۔؟ وہ کہیں گے ہاں! ایسا ہی ہوا تھا۔لیکن کافروں پر عذاب کی پیشگوئی پوری ہونی تھی۔اُن سے کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس صورت میں کہ ایک لمبا عرصہ تمہیں اس میں رہنا پڑے گا۔پس متکبّروں کا ٹھکانا بہت بُرا ہے۔

ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ہ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ط قَالُوْا بَلٰى ط قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ہ (المومن:۵۰۔۵۱) اور دوزخی لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے، تم اپنے ربّ کو پکارو کہ عذاب کا کچھ وقت تو ہم سے کم کرے۔وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول دلائل لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے ہاں۔کیوں نہیں! اس پر وہ (دوزخ کے داروغے) کہیں گے، اب تم پکارتے جاؤ۔اور کافروں کی دُعا رائیگاں ہی جاتی ہے۔

ایک الہام ”لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔شیرِ خدا نے انکو پکڑا۔شیرِ خدا نے فتح پائی“ (تذکرہ۔صفحہ ۳۲۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۹)

یہ الہام حضرت مہدی ومسیح موعودؑ پر ۱۹۰۰ء میں نازل ہوا تھا۔اِس الہام کے اولین مصداق بذات خود مُلہم تھے۔اس الہام کی تفسیر میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ سب جانتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو کسی اصلاح کیلئے کھڑا کرتا ہے تو وہ نبی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔مثلاً حضرت موسیٰؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔اسی طرح حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت ﷺ نے بھی نبوت کے دعاوی کیے تھے۔حضرت مرزا غلام احمدؑ نے بھی مہدی ومسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔متذکرہ بالا الہام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔۔۔“

اِن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد تھی۔؟ اللہ تعالیٰ نے جو فہم اس عاجز کو دیا ہے اسکے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ظہور سے پہلے امتِ مسلمہ غلط طور پر ایک عقیدہ یا موقف پر اتفاق کر چکی تھی اور وہ یہ تھا کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ صلیب سے زندہ اُتر کر بجسم عنصری آسمان پر چلے گئے ہیں اور اب انہوں نے آنحضرت ﷺ کی پیش خبری کے مطابق غلبہ اسلام کیلئے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونا ہے۔ اس عقیدہ کو اختیار کرنے کے یہ معنی تھے کہ مسلمان حیات مسیح ابن مریمؑ کا دعویٰ کر بیٹھے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے ظہور سے پہلے مسلمانوں کا یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غلط تھا۔ مسلمانوں کے اس غلط عقیدے یا دعویٰ کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مسیح موعود مبعوث فرمایا اور آپؑ نے ''شیر خدا'' بن کر براہین قاطعہ کیساتھ لوگوں کے اس باطل دعویٰ یا عقیدے پر حملہ کیا اور دلائل کے میدان میں ایک فتح نصیب جرنیل بن کر اُبھرے اور فتح پائی۔ یہی معنی اس متذکرہ بالا الہام کے تھے اور آپؑ کے وجود میں یہ الہام بڑی شان کیساتھ پورا ہوا تھا۔

ثانیاً۔ اس الہام کے مصداق غلام مسیح الزماں بھی ہیں۔ وہ کس طرح۔؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد افراد جماعت یعنی لوگوں نے مرزا البشیر الدین محمود احمد کو اپنے طور پر مصلح موعود بنا لینا تھا جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالکل غلط تھا۔ اگر کسی کو اس میں شک ہو تو وہ ''الغلام ویب سائٹ'' کے نیوز سیکشن میں نیوز نمبر۵ جس کا عنوان ہے ''خلیفہ ثانی کے متعلق لوگوں کا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ'' پڑھ لے۔ اس نیوز نمبر۵ میں خلیفہ ثانی کی ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء کی تقریر جو کہ بعد ازاں ''منصب خلافت'' کے عنوان سے شائع ہوئی اس کا ٹائٹل پیج بھی دیکھ لے۔ ساتھ ہی ۱۹۱۴ء میں جامعہ احمدیہ کے پروفیسر مولوی محمد اسماعیل صاحب کا مضمون بعنوان ''نشان رحمت'' کا بھی بغور مشاہدہ کر لے جس میں مولوی صاحب موصوف نے اپنے طور پر خلیفہ ثانی کو مصلح موعود ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ بعد ازاں خلیفہ ثانی نے بھی یہ دیکھتے ہوئے کہ لوگ تو میرے دعویٰ کرنے سے پہلے ہی مجھے مصلح موعود بنا بیٹھے ہیں ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی مزید تفصیل میرے مضامین ''خلیفہ ثانی کے فرمودات اور آپ کا پروگرام'' اور ''خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود اور اسکی حقیقت'' میں موجود ہے۔ اب لوگوں کا یہ دعویٰ کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قطعی طور پر غلط تھا۔ اس کا مزید ثبوت میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' میں بھی موجود ہے۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کی نہ صرف خبر دی بلکہ وہ قطعی دلائل بھی دیئے جنکی روشنی میں ایک خلیفہ ثانی تو کیا اُسکے دیگر بھائی بھی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ سے باہر ہو گئے۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ ایک صدی بعد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا یہ عظیم الشان الہام! ''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیرِ خدا نے انکو پکڑا۔ شیر خدا نے فتح پائی'' بڑی شان کیساتھ غلام مسیح الزماں کے وجود میں بھی پورا ہو گیا ہے۔ اور اگر متذکرہ بالا الہام کی اس تفسیر میں کسی احمدی کو شک ہو تو وہ میرے مقابل پہ آ کر خلیفہ ثانی کو مصلح موعود ثابت کرنا تو درکنار اُسے اس پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لا کر دکھائے۔؟ ؎

خدا نہیں تھا مگر خود پرست کیسا تھا ۔ اَنا کے خول میں وہ چیرہ دست کیسا تھا

بلندیوں پہ وہ کوہ گراں لگا سب کو ۔ فرازِ کوہ سے دیکھا تو پست کیسا تھا

پیشگوئیاں بطور اِبتلاء۔

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! ۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہام اور کلام سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ قطعی طور پر ایک سیاسی دعویٰ تھا نہ کہ روحانی کیونکہ وہ تو اس پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا میں آپکی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اب تک جتنے بھی موعود انبیاءؑ اِس دنیا میں تشریف لائے ہیں اُن سے متعلقہ پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ کو خلق اللہ کی ایک قسم کی آزمائش منظور تھی۔ اور اکثر ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ:۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ بائبل کی پیشگوئیوں کے مطابق جب حضرت مسیح ناصریؑ مبعوث ہوئے تو یہودی آپؑ کو پہنچاننے سے محروم رہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں درج تھی۔ اُس میں بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی آزمائش تھی اور جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو اکثریت آپکی قبولیت سے محروم رہی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کے آگے جس مسیح موعود کی پیشگوئی کی تھی اس میں بھی آپکی اُمت کی سخت آزمائش تھی۔ اور ایک صدی قبل جب وہ مسیح موعود مبعوث ہوئے تو اُمت کی اکثریت آپکی قبولیت سے محروم رہی۔ اب سوال یہ ہے کہ جب پہلے اتنے عظیم الشان موعود انبیاءؑ سے متعلقہ پیشگوئیوں میں خلق اللہ کی آزمائش ہو چکی ہے تو پھر مصلح موعود سے متعلقہ عظیم الشان پیشگوئی میں افرادِ جماعت کی آزمائش کیونکر نہ ہوگی۔؟ اس الہامی پیشگوئی سے متعلق آزمائش تو حضورؑ کی زندگی میں بشیر احمد (اول) کی وفات کیساتھ ہی شروع ہو گئی تھی۔ بقول امام آخر الزماں حضرت مہدی و مسیح موعود اگر کوئی پیشگوئی ایسی ہوتی کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش نہ کرتا تو وہ صرف آنحضرت ﷺ سے متعلقہ پیشگوئی تھی۔ جب آنحضور ﷺ سے متعلقہ پیشگوئی بھی خلق اللہ کی آزمائش سے خالی نہیں تھی تو پھر مصلح موعود سے متعلقہ پیشگوئی امتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی ہے۔؟ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں ان سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی

ہے۔اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔''(روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۳۹)

بعثت کے وقت انبیاءؑ کا معمولی ہونا۔

انبیاءؑ کا اپنی بعثت کے وقت معمولی ہونا بھی اُنکی تکذیب اور مخالفت کا سب سے زیادہ سبب بنا تھا۔اگر بوقت بعثت یہ انبیاءؑ اپنے قبیلوں یا شہروں کے سردار یا بڑے مشہور آدمی ہوتے تو ہرگز اُنکی مخالفت نہ ہوتی۔مثلاً۔اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ناصریؑ سے متعلق بائبل کی پیشگوئی کسی یہودی خلیفہ کے وجود میں پوری فرما دیتا تو کوئی بھی یہودی اُس کا انکار نہ کرتا۔اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے متعلقہ توریت کی پیشگوئی مکہ کے کسی بڑے سردار یعنی عمر بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن خطاب یا ابوسفیان یا ابولہب کے وجود میں پوری فرماتا تو مکہ کا کوئی بھی شخص اُن کا انکار نہ کرتا۔ایک صدی قبل اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئی ہندوستان کے کسی نامی گرامی مولوی مثلاً سید نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل) کے وجود میں پوری فرما دیتا تو کوئی بھی ہندوستانی مسلمان اُسکی مخالفت نہ کرتا۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کا بطور مسیح موعود انتخاب فرمایا وہ لکھتے ہیں:۔ ؎

میں تھا غریب و بےکس و گمنام و بے ہنر ۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی ۔ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اسی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی مخالفت نہ ہونے کی بھی دو وجوہات تھیں۔(ا) آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔(اا) آپ جماعت کے خلیفہ ثانی تھے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر متذکرہ بالا انبیاءؑ کو اللہ تعالیٰ اسی طرح مبعوث فرماتا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کیا تھی۔؟اس میں لوگوں کی آزمائش کیا تھی۔؟ کچھ بھی نہیں تھی۔جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے کیلئے تو انبیاءؑ کا معمولی انسانوں میں سے انتخاب کرتا ہے۔اب اگر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کو ایک ایسے انسان میں پوری فرمایا ہے کہ جس کے متعلق کوئی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو اس میں اچنبھے کی کونسی بات ہے۔؟ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ۔ اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے کیلئے جن معمولی انسانوں کا انتخاب کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں تو معمولی ہوتے ہیں لیکن انتخاب کے بعد اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ معمولی نہیں ہوتے۔مصلح موعود کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نشان بنانا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے الفاظ میں فرماتا ہے۔''سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔۔۔''اب سوال یہ ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جو کہ ایک نبی کا بیٹا تھا اور اوپر سے خلیفہ ثانی بن گیا یا بنا دیا گیا کو مصلح موعود بنانے میں اللہ تعالیٰ کی کیا قدرت ظاہر ہوئی۔؟ اور افرادِ جماعت کی کیا آزمائش ہوئی۔؟ کچھ بھی نہیں۔اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ حضورؑ کی جسمانی نسل میں سے یا آپکی ذریت یعنی جماعت میں سے کسی بڑے مشہور و معروف شخص مثلاً چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب یا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب میں سے کسی کا بطور مصلح موعود انتخاب کر لیتا تو جماعت میں اُس کا کون انکار کرتا۔؟ کوئی بھی نہیں۔سب کہتے امنا و صدقنا۔اب اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے اور افرادِ جماعت کی آزمائش کرنے کیلئے مصلح موعود کا کسی معمولی خاندان میں سے کسی معمولی انسان کا انتخاب کرتا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو اس حقیقت کا عرفان تھا اور آپؑ نے اسی لیئے''رسالہ الوصیت''میں جماعت کو یہ نصیحت فرمائی تھی:۔

''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لیے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کر لیں گے۔سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔''(روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۳۰۶)

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب!۔اب آخر میں چند گزارشات کیساتھ میں اس خط کو ختم کرتا ہوں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جس غلبے کا ذکر فرمایا ہے وہ دلیل کا غلبہ ہے نہ کہ اکثریت کا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔''لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَىَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ط'' (الانفال:۴۳) تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے۔علاوہ اسکے قرآن مجید ہمیں''لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (البقرہ:۲۵۷) دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں'' کی تعلیم دیتا ہے یعنی ضمیر اور اسکے اظہار کی پوری آزادی۔اور یہ آزادی شُتر بے مُہار کی طرح نہیں ہونی چاہیے بلکہ مدلل ہونی چاہیے۔میں اپنی بات کی وضاحت کیلئے یہاں

اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مثال پیش کرتا ہوں۔حضورؑ بھی قریباً ۱۸۹۰ء (یعنی اپنی وفات سے ۱۸ سال قبل) تک مسلمانوں کے عام عقیدے کے مطابق حیات مسیح کے قائل تھے۔لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا انکشاف فرمادیا تو ۱۸۹۱ء میں آپؑ نے قرآن کی تیس آیات مبارکہ کیساتھ اپنے وفاتِ مسیح کے اِس مدلل عقیدے کا بہانگ دھل اعلان کردیا۔

اس قسم کی مدلل آزادی ضمیر اور اسکے اظہار کا حق اللہ تعالیٰ ہر انسان کو دیتا ہے اور ایسی آزادی پر کسی کو جبر کے تالے لگانے کا حق حاصل نہیں۔(برسبیل تذکرہ یہاں ضمناً ایک لطیفہ کی بات یاد آگئی ہے۔سرد جنگ کے زمانہ میں جب دنیا واضح طور پر دو (۲) بلاکوں میں منقسم تھی ایک روسی اور ایک امریکی اپنے اپنے ملک میں اظہار رائے کی آزادی پر تبادلہ خیال کررہے تھے۔امریکی کہنے لگا مجھے اپنے ملک میں اس حد تک آزادی میسر ہے کہ میں وائٹ ہاؤس (White House) کے سامنے کھڑا ہو کر کسی بھی امریکی صدر کو ہدف تنقید بنا سکتا ہوں۔روسی بولا یہ کونسی بڑی بات ہے۔میں بھی کریملن (Kremlin) کے سامنے کھڑا ہو کر کسی بھی امریکی صدر کے خلاف بے دریغ بول سکتا ہوں۔کچھ یہی حال ہم احمدیوں کی آزادی کا بھی رہا ہے۔) خلیفہ رابع نے اپنے ۵۔دسمبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں اس قسم کی آزادی ضمیر پر خوب روشنی ڈالی ہے اور میں اس سے سو فیصد (100%) اتفاق کرتا ہوں لیکن خلیفہ صاحب کے سلسلہ میں المیہ یہ تھا کہ اس قسم کی آزادی وہ دوسروں سے صرف اور صرف اپنی ذات کیلئے مانگتے تھے اور بذاتِ خود کسی کو یعنی افرادِ جماعت کو یہ آزادی دینے کیلئے تیار نہیں تھے۔میں نے جب اپریل ۱۹۹۳ء میں بڑے ادب کیساتھ اپنے دو مدلل کتابچے جو کہ پیشگوئی مصلح موعود کے تجزیہ اور حقیقت پر مشتمل تھے خلیفہ صاحب کی خدمت میں بھیجے۔تو خلیفہ صاحب کو آگ لگ گئی۔انہوں نے سوچا کہ خاندان سے باہر کسی احمدی کی یہ جرأت اور پھر ساتھ ہی افرادِ جماعت کیلئے ایک سرکلر جاری کردیا کہ اگر کوئی احمدی اپنا مضمون یا کتاب شائع کرنا چاہے تو پہلے جماعت کے متعلقہ شعبہ ''اشاعت'' سے منظوری حاصل کرے۔اور یہ سرکلر گھومتا گھماتا میرے تک بھی پہنچ گیا۔اب افرادِ جماعت کو اس وقت کیا پتہ تھا کہ یہ سرکلر کیوں جاری کیا گیا ہے۔؟ لیکن مجھے پتہ تھا۔اس وقت خلیفہ صاحب کا ۵۔دسمبر ۱۹۸۶ء کا خطبہ جمعہ میرے سامنے تھا اور میں سوچ میں گم ہو گیا کہ خلیفہ صاحب نے کیا یہ خطبہ جمعہ لوگوں کے آگے صرف دکھاوے کیلئے دیا تھا۔؟ اور آزادی ضمیر جس کا انہوں نے خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا وہ اسکی دُہائی صرف اپنے لیے دے رہے تھے۔؟ یہ تھے وہ خلیفے جن کا یہ دعویٰ تھا کہ اب کسی مجدد یا مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔واقعی اِن لوگوں کو کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن افرادِ جماعت کو ضرورت ضرور تھی اور اللہ تعالیٰ نے اُس مصلح موعود کو اپنے وقت پر بھیج دیا۔یاد رہے کہ میں یہاں جس آزادی ضمیر کی بات کررہا ہوں وہ صرف اپنے واسطے نہیں کررہا بلکہ ہر انسان کے واسطے کررہا ہوں خواہ اُسکا تعلق کسی بھی مذہب یا قوم یا ملک سے ہو۔یہ ہے فرق اِن خاندانی خلیفوں اور آنیوالے مصلح موعود کے درمیان۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انصاف قائم کرنے پر بھی بہت زور دیا ہے اور یہ انصاف کسی خاص انسان کیلئے نہیں بلکہ سب انسانوں کیلئے ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔''وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط (النساء:۵۹) اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔'' ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء:۳۶) اے ایماندارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کیلئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے یا والدین یا قریبی رشتہ دار کے خلاف ہو۔''

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اِس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دوکانداریاں بھی۔اب کیا کیا جائے۔؟ بعد ازاں پہلے تو جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۰ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؑ کی نسل میں سے ہی ہوگا۔حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور اگر جماعت میں سے کوئی ایسا ثابت کردے تو میں اُسے منہ مانگا انعام دوں گا۔؟ پھر ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کردیا۔(افرادِ جماعت کے آگے صاف بات نہیں کی کہ میرا والد بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا بلکہ اشاروں کنایوں میں بات کر کے اس پیشگوئی کیلئے ''کورنگ کینڈیڈیٹ covering candidate'' کے طور پر اپنے آپکو پیش کردیا۔مطلب یہ کہ اگر میرا والد مصلح موعود ثابت نہ ہو سکے تو پھر مجھ پر آ رُکنا۔اللہ اللہ۔الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لیے اپنے تئیں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔؟ یہ تو اُس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔) اِس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنادے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔اس دعا نے مجھے بہت دردناک کردیا ہے اور میں اسی درد کیساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۶۔اکتوبر

۲۰۰۰ء تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

خلیفہ رابع اپریل ۱۹۹۳ء سے لیکر اپنی وفات یعنی اپریل ۲۰۰۳ء تک مسلسل دَس (۱۰) سال اپنی خاندانی گدی اور پیشگوئی مصلح موعود کو بچانے کیلئے مختلف حیلوں اور بہانوں سے ہاتھ پاؤں مارتے رہے اور اس بھاگ دوڑ میں اپنے پیچھے جو اپنا جانشین چھوڑ کر گئے ہیں وہ سب کے سامنے موجود ہے۔ کیا خلیفہ خامس صاحب خلیفہ رابع کی بوکھلاہٹ کی نشانی نہیں ہے۔؟ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد ہر قسم کی روحانی اور دنیاوی نعمتوں پر صرف خاندانِ مسیح موعود کا حق ہے۔ خاندان سے باہر اگر کسی احمدی کو اللہ تعالیٰ کوئی سچی خواب دکھائے گا یا سچا الہام کریگا تو وہ ''نفسانی یا شیطانی وساوس ہونگے''۔ یہ تھا ان خاندانی خلیفوں کا اندازِ فکر اور اِنکی مذہبی اپروچ (approach)۔

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! ۔ یہ ٹھیک ہے کہ خلیفہ تو کیا ہر انسان کی عزت ہونی چاہیے۔ لیکن اگر کوئی خلیفہ یا خلفاء سچ کی اور قرآن مجید کی تعلیم کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعودؑ کے مقابل پر بسلسلہ پیشگوئی مصلح موعود کھڑے ہو جائیں تو ایسے نام نہاد خلفاء کی عزت چہ معنی دارد۔؟ جس مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی کا ہم دم بھرتے ہیں کیا اُس نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔؟ کیا آپؑ نے یزید کو پلید نہیں کہا تھا۔؟ کیا یزید کو خلیفہ ہونے کا دعویٰ نہیں تھا۔؟ کیا حضرت مسیح ناصریؑ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول نہیں تھے۔؟ لیکن جب عیسائیوں نے اُس پر ظلم کرتے ہوئے اُسے نعوذ باللہ خدا کا بیٹا (ابن اللہ ہونے کا دعویٰ حضرت مسیح ناصریؑ نے نہیں کیا تھا) بنا دیا تھا تو پھر ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِس مشرکانہ عقیدے کو جھٹلانے اور اُس سے بیزاری پیدا کرنے کیلئے حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق کیا الفاظ استعمال فرمائے تھے۔؟ (''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'' کا مضمون ملاحظہ فرمالیں) کیا کسی بھی نام نہاد اموی، عباسی یا محمودی خلیفہ کو حضرت مسیح ناصریؑ کے برابر مقام دیا جا سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! آپ کن خلفاء کی عزت کی بات کر رہے ہیں۔؟ یہ تو پھر آنحضور ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم سے انحراف ہوا۔ اسلام یا احمدیت میں کوئی بھی ایسا خلیفہ یا انسان جس نے جھوٹ بول کر اُمت یا جماعت میں لوگوں کو صراطِ مستقیم سے بھٹکا کر ایک فتنہ برپا کر دیا ہو تو وہ معزز کیسے ہوسکتا ہے۔؟ اِن نام نہاد خلفاء نے مذہب کے بھیس میں معصوم احمدیوں پر وہ ظلم ڈھائے ہیں کہ اگر وہ دنوں پر وارد ہو جاتے تو راتیں بن جاتیں۔ بانئ جماعتؑ کو ہم سے جدا ہوئے ابھی ایک صدی نہیں گزری لیکن ہم آج کہاں کھڑے ہیں اور کس احمدیت کی فتح کی بات کر رہے ہیں۔؟

جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! ۔ آپ جس سچائی اور انصاف کا نعرہ بلند کر کے میدان میں نکلے تھے اس میں اب حکمت عملی آتی جا رہی ہے۔ آپ ضرور جماعت کے اندر مختلف دھڑوں اور مختلف نقطہ نظر رکھنے والے انسانوں میں صلح کروائیں لیکن یہ صلح یا اتحاد قرآن و سنت اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہام و کلام کی قیمت پر نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ اِنکی روشنی میں ہونی چاہیے۔ اگر یہ ماخذ کسی دھڑے یا کسی انسان کے نقطہ نظر کو جھٹلاتے ہوں تو تم بھی اُسے جھٹلا دو۔ خواہ ان ماخذ کی زد میں کوئی بھی کیوں نہ آئے۔؟ ایک صدی قبل کیا حضرت مرزا صاحبؑ نے سچائی کی قیمت پر عالم اسلام سے صلح کر لی تھی۔؟ ہرگز نہیں۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ میں جنگل کے درندوں سے صلح کرسکتا ہوں لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اہانت کرنے والوں سے صلح نہیں کرسکتا۔ اسی طرح عمرو بن عوف مزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

''صلح مسلمانوں کے مابین جائز ہے۔ مگر ایسی صلح جائز نہیں جو حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال۔'' (جامع ترمذی کتاب الاحکام باب فی الصلح بین الناس حدیث نمبر ۱۲۷۲ بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ بدھ ۳۱ مئی ۲۰۰۶ء صفحہ اول)

آج جماعت احمدیہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی الہامی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی غلامی میں ایک مدعی مصلح موعود موجود ہے۔ وہ آپ سب کو قرآن و سنت اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہام و کلام کی طرف بُلا رہا ہے۔ قرآن و سنت اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا الہام و کلام جس کو جھوٹا اور مفسد قرار دیدیں اُسے تم سب بڑی دلیری کیساتھ جھوٹا اور مفسد قرار دے دو خواہ وہ کوئی بھی ہو اور جسے یہ ماخذ سچا قرار دیدیں تو اُسے تم سب بڑی دلیری کیساتھ سچا قرار دے دو خواہ تمہیں اُسکی کتنی ہی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔؟

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن ۔ خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

جہاں تک میرے دعویٰ کا تعلق ہے تو میں قطعی طور پر اپنے دعویٰ میں سچا ہوں۔ میں وہی موعود زکی غلام ہوں جسکی اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں خبر دی تھی اور اُسے مظھر الاول والاخر۔ مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء قرار دیا تھا۔ یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے کہ افرادِ جماعت مذہب کی آڑ میں ''اسیر'' بنا لیے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک ''اسیروں کو رستگاری دینے والے'' کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔ اس خط میں وہی آپ سے مخاطب ہے اور اُسے آپ ایسے صاحب فہم اور صاحب بصیرت اصحاب کی تلاش ہے۔ ابتدا سے کچھ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے کہ جب کوئی شخص پیغام خداوندی لے کر کھڑا ہوتا ہے تو اُسے اور اُسکے ابتدائی ساتھیوں کو سخت قربانیاں دینی پڑھتی ہیں۔ کیا سخت گرمیوں میں بارش کے ابتدائی قطرات جُھلسا نہیں کرتے۔؟ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اِن بندوں کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ صرف توکل کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر آپکے آگے بلکہ آپ کی وساطت سے کل افرادِ

جماعت کے آگے بھی اپنا یہ مقدمہ رکھ رہا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب انصاف سے کام لیتے ہوئے میرے مقدمہ پر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ کوئی احمدی بھی اگر میرے درجِ ذیل تین سوالوں کو جھٹلا کر دکھادے تو میں نہ صرف اُسکے ہاتھ پر توبہ کرونگا بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق جرمانہ بھی ادا کرونگا۔ کیا کوئی ہے جو میدان میں آ کر میرا یہ چیلنج قبول کرے۔؟

(۱) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نرینہ اولاد (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں نہیں آتی اور اس طرح خلیفہ ثانی کا دعوی مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا ہے۔

(۲) قرآن اور حضورؑ کے الہامات کی روشنی میں غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کیلئے حضورؑ کی صُلب میں سے پیدا ہونے کی کوئی شرط نہیں۔

(۳) اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ ''نیکی خدا ہے'' سے آگے نظری طور پر بڑھنا ممکن نہیں اور یہی نظریہ پیشگوئی مصلح موعود کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت ہے۔ یہ الہامی ثبوت الہامی نظریہ "Virtue is God" پر مشتمل اور قطعی طور پر نا قابل تردید ہے۔ یہ الہامی ثبوت ویب سائٹ ''الغلام'' پر موجود ہونے کے علاوہ کتابی صورت میں بھی موجود ہے۔

دوستو اِک نظر خدا کیلئے ۔ سیدّ الخلق مصطفیٰ کیلئے

والسلام

عبدالغفار جنبہ / ۲۵۔نومبر ۲۰۰۷

(نوٹ۔ جناب ایڈمنسٹریٹر صاحب! ۔اگر آپکو یا کسی دوسرے کو میرا کوئی لفظ یا فقرہ ناگوار گزرے تو پیشگی معذرت کرتا ہوں۔ اور یہ امید بھی رکھتا ہوں کہ میری معروضات پر آپ نے خوب خوب غور کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور آپکے تمام صالح فکر ساتھیوں کو برملا عملی قدم اُٹھانے کی بھی توفیق عطا فرمائے گا۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ۔ میری تمام تر نیک تمنائیں اور دعائیں آپکے شامل حال ہیں۔)

☆☆☆☆☆☆☆